اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چوتھا اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 09 رمئی 2024ء بمطابق ۳۰ رشوال المکرّم ۱۴۴۵ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	پینل آف چیئر پرسنز۔	04
3	نومنتخب اراکین اسمبلی کی حلف برداری۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	05
5	دعائے مغفرت۔	05
6	قرارداد نمبر5۔	08
7	مشترکہ مذمتی قرارداد۔	31
8	مشترکہ قرارداد نمبر7۔	49

جلد 04 ☆☆☆ شمارہ 01

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 09 مئی 2024ء بمطابق ۳۰ شوال المکرّم ۱۴۴۵ھ

بوقت صبح 11 بجکر 40 منٹ پر زیرصدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا

وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی

الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾

نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾

﴿پارہ نمبر ۲۴ سُوۡرَۃُ حٰمٓ سجدۃ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲﴾

ترجمہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم۔ تحقیق جنہوں نے کہا رَبّ ہمارا اللہ ہے پھر اُسی پر قائم رہے اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تُم مَت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش خبری سُنو اُس بہشت کی جس کا تُم سے وعدہ تھا۔ ہم ہیں تمہارے رفیق دُنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لیئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! سابق وزیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب، مرکزی صدر نیشنل پارٹی کے بھائی وفات پا چکے ہیں اُن کے لیے فاتحہ خوانی کی درخواست ہے۔

جناب اسپیکر: کرتے ہیں پلیز آپ سب تشریف رکھیں فاتحہ کرتے ہیں۔ مَیں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئر پرسنز نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب ولی محمد نورزئی صاحب۔ ۲۔ جناب خیر جان بلوچ صاحب۔

۳۔ جناب غلام دستگیر بادینی صاحب۔ ۴۔ محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ۔

جناب اسپیکر: اِسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 65 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ پڑھا جائے کہ تحت نومنتخب اراکین اسمبلی اپنی رکنیت کا حلف اٹھائیں گے۔ حلف اجتماعی طور پر ہوگا۔ حلف نامہ آپ تمام معزز اراکین کے سامنے میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ حلف نامہ میں خالی جگہ پر آپ اپنا نام درج اور آخر میں اپنے دستخط ثبت فرمائیں گے۔ حلف اُٹھانے کے بعد تمام اراکین دستخط شدہ حلف نامہ اسمبلی عملے کے حوالے کریں گے۔ طریقہ کار کے مطابق اب مَیں حلف نامہ پڑھوں گا اور آپ تمام معزز اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہوکر میری تقلید کریں گے۔ تاہم حلف نامہ کی خالی جگہ میں آپ اپنا نام لکھیں گے۔

(اس مرحلے پر نومنتخب اراکین اسمبلی جس میں میر جہانزیب مینگل، میر زرین خان مگسی اور انجینئر زمرک خان اچکزئی نے حلف اٹھایا)

جناب اسپیکر: مَیں آپ تمام معزز اراکین اسمبلی کو باقاعدہ طور پر رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی منتخب ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نومنتخب معزز اراکین اسمبلی کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی سہولت کی خاطر آپ کو قواعد وانضباط کار بلوچستان اسمبلی کی اُردو اور انگلش اور آئین پاکستان کی اُردو اور انگلش کی کاپیاں اسمبلی سیکرٹریٹ کی جانب سے فراہم کردہ بیگز میں رکھ کر دیے گئے ہیں تاکہ آپ معزز اراکین اسمبلی اس سے اِستفادہ حاصل کرسکیں۔ اِس کے علاوہ آپ معزز اراکین کے سامنے ٹیبل پر کوائف برائے ممبر صوبائی اسمبلی، ایئرپورٹ انٹری پاس کے فارمز رکھ دیئے گئے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ یہ فارمز Fill کرکے سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں جلد سے جلد جمع کرائیں تاکہ آپ کی ماہانہ تنخواہ، ٹی اے، ڈی اے، اکاؤنٹس برانچ، قانون سازی، ریسرچ برانچ اور اسمبلی کی ویب سائٹ پر آپ کا ریکارڈ فوری طور پر مرتب کیا جاسکے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب، سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب، جناب ولی محمد نورزئی صاحب، ملک نعیم خان بازئی صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، میر لیاقت علی لہڑی صاحب، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ اور محترمہ فرح عظیم شاہ صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! فاتحہ خوانی کے لیے، پہلے فاتحہ کر لیتے ہیں اُس کے بعد علی مدد جتک صاحب آپ کو، گوادر کے حوالے سے آپ بتا رہے تھے۔ اِن سب کے لیے فاتحہ پڑھیں۔ جی۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب اسپیکر: جی اسد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ ایک important موضوع پر مَیں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پورے بلوچستان کے جو بارڈرز ہیں، پورے بارڈر کی جو ڈسٹرکٹس ہیں اُن سے متعلق اور آپ کو دوبارہ اسپیکر آنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری اسمبلی کے جو رولز آف بزنس ہیں اس کا کچھ طریقہ کار ہے جس میں، یہ دو حصوں میں تقسیم ہے، ایک ٹریژری اور ایک اپوزیشن۔ ٹریژری اپنی کیبنٹ میں بیٹھتے ہیں، ان کے سربراہ وزیر اعلیٰ ہیں۔ باقی اسمبلی کے جتنے اپوزیشن کے ممبرز ہیں، ساتھ ٹریژری بھی ہے، آپ کو ہی ہمارا مدعا لے کے وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہم آپ سے بات کرتے ہیں، ہم کسی دوسرے سے مخاطب ہیں نہیں۔ 2023ء کی پی ایس ڈی پی میں، اِسی اسمبلی میں باقاعدہ پی ایس ڈی پی پاس ہوئی۔ اِس اسمبلی کی ایک اہمیت اس لیے ہے کہ اِسی اسمبلی نے اپنے طریقہ کار کو اپناتے ہوئے آپ کو اِس سیٹ پر بٹھایا۔ اور وزیر اعلیٰ کو بھی اِس منصب پر بٹھایا۔ ہم اپنے ذاتی مفادات کے لئے کوئی فنڈ لینا نہیں چاہتے نہ اپنے لئے کوئی محل بنانا چاہتے ہیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ کی آبادی 6 لاکھ ہے۔ اُس چھ لاکھ کی آبادی کی مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔ اور جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اِن سب کی مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔ اِن میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جو پچھلی اسمبلی میں موجود تھے، وہ فنڈز بھی پی ایس ڈی پی میں ریفلیکٹ ہیں۔ ابھی چوائس کی بنیاد پر جناب اسپیکر صاحب! افسوس کا مقام ہے، سی ایم سیکرٹریٹ سے like dislike پر کچھ اسکیم protect کی جا رہی ہے اور باقیوں کو side line کر رہے ہیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ میں جا کے دورہ کریں، جو عوامی معیار کی ہیں، جو پبلک کے مفادات کے لیے ہیں، ایک اسمبلی نے اُنکو پاس کیا ہے، آپ اِس کو کیسے remove کر سکتے ہیں۔ آدھی اسمبلی

پہلے سے یہاں بیٹھی ہوئی ہے اُن کے فنڈز ہیں۔ یہاں ہم جب بلوچستان کی بات کرتے ہیں، ڈیموکریسی کی بات کرتے ہیں، تو ڈیموکریسی اور علاقوں کی، بلوچستان کے جو مفادات کی بات ہوتی ہے، وہ یکسانیت کی بحث پر ہوتی ہے۔ ایک آنکھ میں آپ سُرمہ ڈالتے ہیں ایک آنکھ میں آپ مٹی ڈالتے ہیں، پھر بلوچستان کے مفادات کی بات ہوتی ہے۔ آدھے بلوچستان کے فنڈز جب کٹ جاتے ہیں۔ چند لوگوں کو کلب کا ممبر بنا کے اُن کو نوازا جاتا ہے۔ تو یہاں امن کے جو طلبگار ہیں، تو وہ اِس فلور پر جا کے یہ باتیں نہ کہیں کہ بلوچستان کی خدمت کے لیے ہم آئے ہیں۔ بلوچستان میں امن پیدا ہوگا۔ جناب اسپیکر صاحب ہمارے علاقوں میں ایسی سکیمیں ہیں جو عوامی نوعیت کی ہیں اُن کی کٹوتی کرنا تو یہ یہی ہوگا کہ ہم یہ کریں گے۔ پہلے فرسٹ میں آپ سے مخاطب ہوں آپ وزیراعلیٰ صاحب سے بات کریں۔ جائز ہماری جو سکیمیں ہیں، اسمبلی سے پاس شدہ ہیں۔ اگر وہ reject ہیں یہاں جتنے ایکٹ بنائے گئے ہیں، اِس اسمبلی میں قانون سازی کیے ہیں تو سب reject ہیں۔ اِس ملک کا آئین جمہوری two third majority پر بنایا گیا ہے تو ایک اسمبلی گئی، دوسری دفعہ پھر کیا اُس آئین پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی؟ اُس کو silent کیا جائے گا؟ تو ہم سمجھتے ہیں ایسا نہ کیا جائے۔ تو یہ اِس گورنمنٹ کے لئے نیک شگون نہیں ہے۔ یہاں تو باتیں کی جاتی ہیں، تعلیمی ایمرجنسی ہے، 19 گریڈ کے بندے کو remove کر کے 17 گریڈ کے بندے کو لاتے ہیں اور ایجوکیشن کے جو 19 گریڈ کے بندے کو نکال کر کے 17 گریڈ کے بندے کو لائے جاتے ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں، ہم اُن کی نشاندہی اس لیے کر رہے ہیں، اِس جمہوریت کا حسن کیا ہے؟ ہم نشاندہی کرتے ہیں اُن کمزوریوں کی۔ اِس کے ساتھ ہی ہمارے مینڈیٹ کا احترام کیا جائے۔ ہمارے علاقوں میں ٹریژری کی جانب سے one way traffic چلائی جا رہی ہے۔ مینڈیٹ کا کوئی احترام نہیں ہو رہا ہے ہم سے کوئی صلاح کیئے بغیر جتنے بھی وہاں ٹرانسفرز پوسٹنگز ہو رہی ہیں کرنے دیں، کرلیں۔ لیکن یہاں اظہار اس لیے میں کرتا ہوں کہ ہم سے رائے لی جائے۔ اتفاقی وہاں اُس علاقے میں پنجگور میں دو حلقے ہیں تو دیکھ ان چیزوں کو بہتر طریقے سے آگے لے جا سکتے ہیں۔ اگر اِس طریقے سے چیزوں کو بلڈوز کیا جاتا ہے، یک طرفہ چیزوں کو لے کے آگے جاتے ہیں تو ٹھیک ہے اِس ملک کا یہی جناب اسپیکر! المیہ رہا ہے جو اپوزیشن میں ہوتا ہے اُسکو دشمن کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ انداز 70 سالوں سے چلتا رہا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ اِس لیے بہتر یہی ہے میری ذات کا معاملہ نہیں ہے میری مینڈیٹ پنجگور کے چھ لاکھ عوام کی مینڈیٹ، جنہوں نے دی ہے، جس حلقے میں دیئے ہیں اُس کا احترام کیا جائے۔ ایک خوش اسلوبی کے ساتھ چیزوں کو مل بیٹھ کے، فیصلے کر کے اُنکو آگے بڑھائیں، یہی بہتر ہے۔ آگے چل کے ہمیں پانچ سال یہاں بیٹھنا ہے۔ روزانہ ہم آ کے یہی باتیں کریں یہ اچھا نہیں ہے۔ اور پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اگر ہماری بات نہیں سنی گئی اسمبلی کے دوست یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، مَیں مجبوراً آئینی اور قانونی تقاضوں کے اُس دائرہ میں رہتے

ہوئے تو پھر مَیں کورٹ میں جاؤں گا۔کل اگر کورٹ میں پی ایس ڈی پی ہوگئی پھر اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے کوئی ساتھی یہ نہ کہے کہ بھئی آپ کے حلقے کا مسئلہ تھا تو پھر پورے بلوچستان کی پی ایس ڈی پی کو کورٹ میں جا کے روکا۔ پہلے آپ کی عدالت میں پیش کرتے ہیں، آپ ہی کی عدالت میں۔ ہماری سکیموں کے لیے کمیٹی بنائیں۔اگر عوامی نوعیت کی نہیں ہیں تو اُن کو نکال دیں اگر عوامی نوعیت کی ہیں وہاں ضرورت ہیں تو بلوچستان کی ترقی کے جو الفاظ کی خوبصورت باتیں ہو رہی ہیں اُس کی نفی نہ کریں۔آپ یہاں وہ کام کریں کہ جو آپ کے کاموں کے انداز کی خوشبو بلوچستان میں پھیلے۔ یہ نہ ہو کہ آپ کے کاموں کے انداز کی بدبو پورے بلوچستان کے شہر، پہاڑ اور گلیوں میں اکٹھی ہو۔اُس میں پھر جمہوریت، ڈیموکریسی کی بات کرنے والے پشیمان ہوں گے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you.۔ اچھا! اِس طرح ہے، ایک منٹ۔ اگر کوئی ٹریژری بنچز سے کوئی reply کرنا چاہتے ہیں تو، جی سی ایم صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائدِ ایوان): جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا۔ ویسے تو میرا reply کرنے کا ارادہ تو نہیں تھا لیکن آپ نے کہہ دیا، تو اسد بلوچستان صاحب جو فاضل ممبر ہیں ہمارے، ہمارے بہت قریبی دوستوں میں سے ہیں ایک بھلے آدمی ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ یہ جو پی ایس ڈی پی ہے، honestly speaking بلوچستان کے جتنے سوشل انڈیکیٹرز ہیں، اُن کی جو تباہی ہے وہ اِس پی ایس ڈی پی کی کتاب میں موجود ہے۔اور اس کی اگر clarity کی جائے۔ کیونکہ بنیادی بات جو اسد بلوچ صاحب نے کہی ہے وہ انتہائی قابلِ احترام ہیں میرے لیئے۔کہ یکسانیت۔حضور یہ کہاں کی یکسانیت تھی؟ یہ کوئی ریوڑیاں بَٹ رہی تھیں کہ جس کا جی چاہتا ہے کسی کو سات ارب روپے، کسی کو آٹھ ارب روپے، کسی کو پانچ ارب روپے، تو rationalize کرنے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔کہ need basis پر۔اور یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ وہ identify کرے کہ کہاں ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ہم اپنی پی ایس ڈی پی کو rationalize کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اور اس اسمبلی نے ایک ایکٹ پاس کیا ہے اُسکے تحت اُسکو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، جو کہ آنرایبل ہائی کورٹ کی directions ہیں ان پر ہم جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔اگر کوئی individual nature کی سکیم ہے جس پر اسد بلوچ صاحب کو individually کوئی issue ہے تو میرا دفتر اُنکے لیے کھلا ہے۔جن روایات کی وہ بات کر رہے ہیں، بلوچستان کی جن روایات کی بات کر رہے ہیں مَیں چل کے اِنکے گھر پر گیا تھا۔مَیں اب بھی چل کے جانے کے لیے تیار ہوں ایک بار نہیں دس بار کسی بھی فاضل ممبر کے گھر پر جانے کے لیے۔جب ہم روایات کی بات کریں تو ان پر عمل بھی کریں۔ action speaks louder then words.۔ جناب اسپیکر! تو ہماری یہ گزارش ہے کہ روایات کی جب بات ہو تو اپوزیشن، بالکل اپوزیشن کا کام ہے ہم پر تنقید کرنا ہم

مثبت تنقید کو accept بھی کریں گے اور اُنکو ایڈریس کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔یہی جمہوریت کا حُسن ہے۔اور ہم اِن کو encourage کرتے ہیں کہ پلیز آپ ہماری criticism کیا کریں۔یہ فلور یہ جرگہ بلوچستان کا اِسی لیے ہے کہ آپ ہماری criticism کریں ہم اپنی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد، اُس کی acceptance کے بعد اُسکو درست کرنے کی کوشش کریں گے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: You are quite right. اب اگلا، میرزابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 5 پیش کریں۔دعا تو ہوگئی بھائی۔جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر!ایک issue پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: رحمت صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیتے ہیں۔جی۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! اسمبلی کے سامنے یونیورسٹی کی ایکشن کمیٹی کے لوگوں نے دھرنا دیا ہوا ہے۔مَیں نے تحریک التوا بھی جمع کی ہوئی تھی وہ نہیں آئی ٹیبل نہیں ہوئی۔مَیں گزارش کرتا ہوں آپ سے کہ آپ کی لیڈرشپ پر جو پچھلی دفعہ کمیٹی گئی تھی، اِس مسئلے کو یہ اہم ایشو ہے اس کو address کیا جائے۔پھر وہ غیر معینہ مدت کے لئے دھرنا دینا چاہتے ہیں۔پتہ نہیں کب کوئی تین مہینوں سے یونیورسٹی گیٹ پر دھرنا دیئے ہوئے ہیں،احتجاج چل رہا ہے روزانہ اخباروں میں بیانات جاری ہیں۔تو مَیں لیڈر آف دی ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو ٹریژری بنچز سے کوئی ایک،دو دوستوں کو بھیجیں تا کہ اس مسئلے کا حل نکلے یا کوئی کمیٹی notify کریں تو بہتر ہے۔اور کمیٹی اُنکو engage رکھے اور اس مسئلے کا حل نکالے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں! اِس موضوع کے اوپر پچھلے سیشن میں بھی لمبی چوڑی بات ہوئی تھی۔اور پھر یہ ساری جو کارروائی تھی یا جو بھی reservations تھے وہ چیف منسٹر صاحب کے ساتھ شیئر ہو چکے ہیں۔اور اِس کے اوپر اپنا کام کریگا اور اُس پر کمیٹی بھی بنی ہے۔اُمید ہے انشاء اللہ چیف منسٹر صاحب with some solution کے ساتھ آئیں گے انشاءاللہ۔تو اُس کے لئے آپ انتظار کریں اس سیشن کے بعد اس کے اوپر بات کریں گے۔جی زابدعلی ریکی صاحب۔

میرزابدعلی ریکی: **قرارداد نمبر 5۔** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔یہ کہ کوئٹہ کراچی ہائی وے جسے RCD ہائی وے بھی کہا جاتا ہے۔صوبے میں مہلک حادثات کا مرکز بنا ہوا ہے۔اور یہ سنگل لائن ہائی وے جو صوبہ کے دس بڑے شہروں سے گزرتی ہے۔مقامی طور پر ''قاتل روڈ'' کے نام سے مشہور ہے۔اور ایک رپورٹ کے مطابق صرف گزشتہ سال 8 سو سے زائد ٹریفک حادثات رونما ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں صوبہ کے سینکڑوں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں جو کہ دہشتگردی کے واقعات میں بھی نہیں ہوئی ہیں۔اِس کے علاوہ یہ رُوٹ ملک کے تجارتی شہر کراچی کو ہمسایہ

ملک افغانستان کی سرحد سے متصل چمن سے ملاتا ہے۔ مذکورہ سنگل لائن ہائی وے پر ہونے والے حادثات میں اموات کی بڑھتی ہوئی تعداد بلوچستان میں معمول بنتی جارہی ہے۔ حال ہی میں گڈانی موڑ پر ٹریفک حادثہ رونما ہوا جس میں کئی قیمتی جانوں کا ضیائع ہوا ہے۔ مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں وفاقی حکومت نے مذکورہ شاہراہ کو دورویہ کرنے کے احکامات تو جاری کردیئے ہیں۔لیکن اس شاہراہ پر ہونے والے کام نہ ہونے کے برابر ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مذکورہ شاہراہ پر ہونے والے حادثات کو مدنظر رکھے۔ اِس پر ہونے والے کام کی رفتار کو تیز کرنے کے احکامات صادر فرمائیں۔ تاکہ آئے دن رونما ہونے والے ٹریفک حادثات پر قابو پایا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 5 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ کراچی، کوئٹہ یہ شاہراہ، روڈ، آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب سی ایم صاحب بیٹھے ہیں، پہلے بھی پانچ سال اسی طرح گزر گئے اِسی روڈ کے حوالے سے لوگ کئی بار قرارداد لائے ہیں، جس پر بحث بھی ہوئی۔اس میں گورنمنٹ کے یا اپوزیشن کے مطابق ہماری اسمبلی میں یہ قرارداد پاس بھی ہوئی ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب اسپیکر صاحب! ابھی جو ہمارے صدیق مینگل صاحب کو شہید کیا تھا خضدار میں۔تو کام نہ ہونے کے برابر ہے پتہ نہیں ہماری پچھلی گورنمنٹ نے بھی اور وفاقی گورنمنٹ نے بھی یہی وعدے بلوچستان کے ساتھ کئے تھے کہ مَیں انشاء اللہ ایک سال کے اندر اندر کراچی کوئٹہ روڈ کو انشاء اللہ جلد پایہ تکمیل تک پہنچادوں گا۔تو اب یہ رویہ اور یہ ٹھیکیدار اور یہ حالت ہوجائے تو میرے خیال سے دس سال اور لگیں گے، مشکل ہے یہ کام مکمل ہوجائے۔تو آج اللہ کا شکر ہے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔ براہِ مہربانی وفاق سے بات کریں یہ روڈ جس پر حادثات بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے پنجگور کے پچھلے تقریباً ایک دوسال پہلے بس جل گئی جس میں تقریباً تیس، چالیس بندے شہید ہوگئے۔ایسے ہی ہر دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! تو اسی وجہ سے اس روڈ کا نام مَیں نے قاتل روڈ رکھا ہے کہ روزانہ اس پر حادثات ہورہے ہیں۔مگر افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وفاق اِس روڈ پر بالکل نظر نہیں رکھ رہا ہے۔چاہے وفاق میں جس کی بھی گورنمنٹ ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! جو بھی گورنمنٹ آئی ہے اُس نے بلوچستان کے ساتھ وفاداری نہیں کی اہے۔مَیں نہیں کہتا ہوں سندھ میں بھی کام ہوئے ہیں پنجاب میں بھی ہوئے ہیں، کے پی کے میں بھی ہوئے ہیں یعنی بلوچستان کو وہ کیوں نظر انداز کررہے ہیں کس حوالے سے بلوچستان نے کیا گناہ کیا ہوا ہے؟ بلوچستان بھی پاکستان کا ایک حصہ ہے بلوچستان کے عوام بھی پاکستان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ہمیں ایک روڈ یعنی 1947ء یعنی پاکستان آزاد ہونے سے ابھی تک، آپ کراچی سے کوئٹہ۔کوئٹہ سے لیکر چمن، ابھی تک ہمیں ایک موٹروے نہیں ملی ہے کیا گناہ کیا ہوا ہے ہم لوگوں نے؟ بلوچستان کے عوام نے کیا گناہ کیا ہوا ہے؟ آپ جائیں لاہور ٹو پشاور۔لاہور

تو اسلام آباد، موٹر وے ہی موٹر وے ہیں۔ ایک گھنٹہ میں دو گھنٹے میں آپ پہنچ جاتے ہیں۔ ابھی ہماری حالت یہ ہے پھر بھی کہتے ہیں کہ بھئی آپ لوگ بات کرتے ہیں۔ یہی پرائم منسٹر صاحب آئے تھے۔ معذرت کیساتھ کہنا پڑتا ہے اگر مسلم لیگ (ن) والے بیٹھے ہیں۔ یہی پرائم منسٹر صاحب پہلے بھی آئے، وعدے بہت سے کئے تھے بہر حال میں نہیں کہتا ہوں جو بندہ وعدہ کرتا ہے اپنا وعدہ نبھائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس بلوچستان کو ہم اس طرح نہیں دیکھنا چاہتے ہیں کہ وفاق ہمارے ساتھ ظلم کرے، وفاق ہمارے حق وحقوق کو پامال کرے اور ہمارے ہزاروں بندے شہید ہو رہے ہیں روڈوں پر اور ہم وہاں چُپ ہو کر کے بیٹھیں ہم یہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔ اور چیف منسٹر صاحب آپ بیٹھے ہیں، مہربانی کریں آپ اِسکو دیکھ لیں۔ یہ ہم کہتے ہیں کہ آپ کے دَورِ اقتدار میں آپ کی چیف منسٹری کے مطابق یہ روڈ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے اور افتتاح بھی ہو جائے۔ چاہے وہ کوئٹہ سے چمن ہو، چاہے وہ کوئٹہ سے کراچی ہو۔ جناب اسپیکر! ہمارا حق بنتا ہے، اسمبلی کے 65 ممبران بیٹھے ہیں یہ سب کا حق بنتا ہے اِس قرارداد کو معمولی قرارداد نہیں سمجھیں اس پر سب بات بھی کریں اگر حق کی بات ہے تو آپ ہمارے ساتھ دیں اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب بیٹھے ہیں۔ ہمارے ماشکیل ٹو نوکنڈی، پرائم منسٹر عمران خان صاحب اُس نے ماشاءاللہ اسلام آباد میں بیٹھ کر اُسکا افتتاح کیا۔ ماشکیل ٹو نوکنڈی کی نیشنل ہاوے کا تقریباً دو سال ہوتے ہیں پتہ نہیں کس ٹھیکیدار کو دیا ہے۔ ابھی تک اس پر میرے خیال سے دس فیصد کام بھی نہیں ہوا ہے۔ اور میرے سننے میں آ رہا ہے تین ارب روپے ٹھیکیدار کو این ایچ اے نے دیے ہیں۔ سی ایم صاحب یہ جو این ایچ اے کا ممبر ہے، چاہے وفاق کا ممبر ہے، اُس کو بلائیں خدارا! یہ بلوچستان کے پیسے ہیں۔ بھائی تین ارب آپ کے کنٹریکٹر نے لیے۔ آپ نے ماشکیل ٹو نوکنڈی کا دس فیصد بھی کام نہیں کیا ہے۔ ابھی سی ایم صاحب! بات یہ ہے کہ پانی آیا ہے، ماشکیل کی ایک لاکھ آبادی ہے، اِس طرف جزیرہ ہے سمجھو پانی آیا تھا ایران کا پانی، پنجگور کا پانی، رخشان کا پانی، یہ سارا پانی آمونِ ماشکیل میں آیا۔ سر! آمون ماشکیل پانی سے بھرا ہوا ہے اُس طرف ماشکیل ہے اور اُس طرف ایران ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: زاہد بھائی! آپ جو تین ارب روپے کی بات کر رہے ہیں آپ کے پاس اسکے کوئی documentary proof ہے؟

میر زاہد علی ریکی: جی ہاں ہے سر یہ کل میں آپ کو لا کر کے دکھا دوں گا بالکل اسمبلی فورم پر۔ پچھلی دفعہ اسپیکر صاحب! آپ ایم پی اے نہیں تھے۔ ڈپٹی اسپیکر صاحب بیٹھے تھے مَیں نے کہا کہ رولنگ دے دیں، این ایچ اے کے نمائندہ کو بلا دیں، مَیں اُسکو پروف پیش کرتا ہوں کہ اُنکو تین ارب روپے ملے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے دس فیصد کام نہیں کیا ہے اور مَیں خود نوشکی اور ماشکیل گیا وہاں آدھا کلو میٹر بلیک ٹاپ ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب آدھا کلو میٹر بلیک ٹاپ یہ اِن دو

سالوں میں۔تو جناب اسپیکر! جدھر بھی کام ہوتا ہے چاہے کراچی، پنجگور، چمن یا نوکنڈی، ماشکیل یا پنجگور ٹو چیدگی یا پنجگور ٹو تربت میں یہ کہتا ہوں کہ کم از کم ہمارے جو یہ پیسے آرہے ہیں وفاق جو کنٹریکٹر کو دے رہا ہے، کم از کم ان سے پوچھا تو جائے بھئی یہ پیسے آپ کدھر، آپ تو پیسے لے رہے ہیں آپ کام تو نہیں کررہے ہیں fudge کررہے ہیں۔ابھی جناب اسپیکر صاحب! اسی حوالے سے تو میں یہ کہہ رہا ہوں جہاں بھی کام ہورہا ہے جو کنٹریکٹر ہے ہمیں اُس سے کام نہیں ہے، ہم اپنا کام اُس سے چاہتے ہیں۔ یہ بلوچستان کے پیسے ہیں وفاق بلوچستان کو دے رہا ہے ہم اس کی نظر ثانی کریں۔ ہم اس اسمبلی میں بات کریں اگر وہ کام غلط کررہا ہے ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ابھی آپ اندازہ لگائیں اگر یہ نوکنڈی، ماشکیل، این ایچ اے کی روڈ بن جاتی دو سالوں میں تو جناب اسپیکر صاحب! آج ماشکیل کے لوگ دس دنوں سے ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں، دس دنوں سے خورد و نوش کی اشیاء نہیں ہیں راستے سارے بند ہیں۔مَیں نے کئی بار، جدھر بھی ہوا ہے جناب! میں نے کہا ہے خدارا! ایران بارڈر جو وہاں مدثر پوائنٹ ہے، ہمیں خورد و نوش کی اشیاء کے لئے پانچ دن، دس دن مہینے کے لئے یا کچھ دنوں کے لئے آپ اس کو کھول دیں تاکہ کم از کم خورد و نوش کی اشیاء وہاں آجائیں آٹا، پیپسی وغیرہ چاہے جو بھی ہے۔ابھی تک دس دنوں سے یقین کریں ماشکیل کے بازار میں لاکھوں بندے ہڑتال پر ہیں سوشل میڈیا میں آپ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ یہ باقاعدہ میں نے اخبار میں دیا ہے جدھر میرے تعلقات ہیں جدھر بھی میں گیا ہوں میں نے کہا خدارا! بھائی آپ اس کو کھول دیں ہم غیر قانونی کام نہیں چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں وہاں راستے بند ہیں۔ہم کب تک بلوچستان گورنمنٹ سے کہیں کہ ہمیں دس ٹرک آٹا بھیک میں دے دے یا پانچ ٹرک پی ڈی ایم اے کے پاس جائیں اس کو بولیں کہ ہمیں راشن دے دے۔بھئی رزق اللہ دیتا ہے ہم کہتے ہیں کچھ مہینے کے لئے کھول دے۔ یہ پانی خشک ہوجائے گا بارڈر کھلے گا وہاں آٹا خورود نوش کی اشیاء آجائینگی۔ہم ڈیزل کا نہیں کہتے ہیں نہ پیٹرول کا کہتے ہیں، کسی چیز کا نہیں کہتے ہیں، یہ سی ایم صاحب kindly ذرا نوٹ بھی کرلیں، اسپیکر صاحب! یہ اسمبلی فورم میں بھی اٹھا رہا ہوں تقریباً یہ بیس دنوں سے سارے بندے وہاں لوگ ہڑتال پر بیٹھے ہیں، اسمبلی کا اجلاس آج شروع ہوا تو عوام بھی حق بجانب ہیں ہمارے بندے ہم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ چپ ہیں۔ میں نے کہا بھئی ہم لوگ چپ نہیں ہیں ہم نے جو ادارہ ہے، چاہے سی ایم چاہے جدھر بھی ہوا ہم بات کریں گے آپ لوگوں کے مسئلے انشاءاللہ، اللہ حل کرے، ہم حل کریں گے۔اسمبلی فورم پر ہوجائے کوئی بھی فورم ہو ہم اس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے کہ میں کہتا ہوں سر! قرارداد تو پاس کریں گے آپ kindly این ایچ اے کے ممبر کو یہاں بلائیں، kindly یہ نوٹ کریں رولنگ دے دیں اُسکو بلائیں next اجلاس میں جب آپ بلائیں گے۔ جو پیسے اس نے تین ارب روپے وفاق سے ملے ہوئے ہیں میں اس کو پروف کروں گا اس نے پیسے لئے ہوئے ہیں۔ باقی یہ جو قرارداد میں لایا ہوں خدارا چاہے چمن، کوئٹہ ہوجائے چاہے

کوئٹہ سے کراچی ہوجائے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک سال کے اندر اندر یہ تیار ہو جائے۔ یہ قاتل روڈ اس کو کہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے بھائی ہمارے مسلمان لوگ شہید ہورہے ہیں اور ہم لوگ چپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہزاروں بندے وہاں جل کر راکھ ہوگئے ہیں۔ ہمارے ایک کمشنر تھا مکران ڈویژن کا پتہ نہیں نام کیا تھا، جی طارق زہری۔ یقین کریں سوراب کے مقام پر ایکسیڈنٹ ہوا وہ جل گیا یقین کریں اسکی میت کا پتہ بھی نہیں چلا کہ یہ dead body ہے یا کیا ہے۔ تو اسی طرح جو بھی ہو جناب اسپیکر صاحب! اس کو خدارا پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ اور سی ایم صاحب وفاق میں پرائم منسٹر شہباز شریف سے بات کریں کہ یہ روڈ جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچا دیں۔ thank You اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you۔ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے releted subject ہے۔ تو سی ایم صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے اِس سے متعلق یہ فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے سے ہے؟

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ جناب اسپیکر۔ دیکھیں قرارداد بہت اہمیت کی حامل ہے اسمیں دو رائے نہیں ہیں کہ بلوچستان کا جو انفراسٹرکچر ہے اُس پر فوکس کرنے کی ضرورت ہے۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اس subject کو ہم جب پرائم منسٹر صاحب سے ملے تھے تو بھی ہم نے اِسے raise کیا تھا۔ اور Monday کو پھر ہم کچھ ایم پی ایز اور منسٹر صاحبان وفد کی صورت میں پرائم منسٹر سے ملنے جارہے ہیں۔ ہم یقیناً اِس ایشو کو اٹھائیں گے اُنکے سامنے اور ensure کریں گے اسکا speedy کام ہو۔ کچھ ٹینڈرز تو ابھی دو تین دن پہلے بھی اِس پر upload ہوئے تھے۔

جناب اسپیکر: thank you آپ اسی قرارداد پر بولنا چاہیں گے۔ جی بسم اللہ کریں پلیز۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: میں زابد ریکی صاحب کی اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ سر! یہ روڈ کراچی ٹو کوئٹہ۔ کوئٹہ ٹو ژوب اور ژوب ٹو ڈیرہ اسماعیل خان۔ یہ واقعی قاتل روڈ ہے اس روڈ پر آئے دن ایکسڈنٹ ہوتے ہیں۔ اور زابد ریکی صاحب نے جو کہا کہ اس پر جلد از جلد کام تیز کیا جائے۔ سر! ساتھ ہی جب تک کہ یہ روڈ complete ہوتی ہے یہاں جو ایک چیز بہت important ہے جو ایکسڈنٹ ہوتے ہیں وہاں، جو زخمی ہوتے ہیں اور اگر سوراب میں کوئی زخمی ہوتا ہے تو اُسکو کراچی لے جاتا ہے تو تقریباً سات یا آٹھ گھنٹے لگ جاتے ہیں جو سیریس ٹائپ زخمی ہوتے ہیں وہ راستے میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔ اگر اس کو دو گھنٹے یا ایک گھنٹے کے اندر اندر میڈیکل ٹریٹمنٹ مل جائے یا سرجیکل ٹریٹمنٹ مل جائے تو اس کی جان بچ سکتی ہے۔ گورنمنٹ نے ایک دو ٹراما سینٹر ایک ژوب میں اور ایک خضدار میں بنایا ہے۔ اور خضدار کا جو ٹراما سینٹر ہے وہ بڑا آئیڈیل ہے اور آئیڈیل جگہ پر ہے۔ ژوب کا بھی ٹراما سینٹر ایک BRSP نے بنا کر کے handover کیا ہے، راستے میں، تو 1122 جو کام کر رہے ہیں وہ واقعی اچھا کام کر رہے ہیں اور وہ لوگ یہ جو injured patients

ہوتے ہیں ان کو ہسپتال میں لے جاتے ہیں لیکن ٹائم بہت زیادہ لگ جاتا ہے اُس میں اکثر راستے میں ہی دم توڑ دیتے ہیں۔تو سر! میں یہ کہتا ہوں کہ ژوب کا جوٹراما سینٹر ہے کوئی پانچ مہینے پہلے یہاں پوسٹیں ایڈورٹائز ہوئیں سرجن، نیوروسرجن، آرتھوپیڈک سرجن اور جنرل سرجن کی اور دوسرے جو انکے ساتھ اسٹاف ہیں لیکن last time جب میں عید کے بعد وہاں گیا لیکن ابھی تک اُس پر کام شروع نہیں تھا ایک ڈسپنسر اور ایک میڈیکل آفیسر ایسے دو چار چھوٹے گریڈ کے بندے بیٹھے تھے۔جب میں نے پتہ کیا کہ بھائی اِنکے PD سے میں نے بات کی میں نے کہا یہ ٹراما سینٹر کیوں ابھی تک سٹارٹ نہیں ہورہا ہے تو انہوں نے یہ کہا کہ salary کا مسئلہ ہے جو salary انہوں نے اخبار میں ایڈورٹائز کی تھی، ڈاکٹرز آئے انہوں نے انٹرویوز دیں اور اُنکی سلیکشن بھی ہوئی لیکن بعد میں پتہ چلا کہ جو salary وہ ایڈورٹائز کر چکے تھے لیکن وہ salary وہ اُنکو نہیں مل رہی ہے۔کیا ایک سرجن جو ایسے علاقے میں 24 گھنٹے، ایف سی پی ایس کرنے کے بعد گھر سے دُور جا کر کے وہاں بیٹھتے ہیں تو اُنکو اگر پراپر طریقے سے salary نہیں دی جارہی ہے تو وہ سرجن کیسے جائے گا؟ سر! اگر ایک واپڈا کا چیئرمین اگر ایک دوسرے محکمے کا چیئرمین پچاس لاکھ salary لے رہا ہے، چالیس لاکھ salary لے رہا ہے تو ایک پراجیکٹ ڈائریکٹر اگر بیس لاکھ پندرہ لاکھ salary لے رہا ہے اور اگر ہمارے کچھ سرجن کو سات لاکھ salary دیں تو اس سے کیا آسمان ٹوٹے گا کچھ بھی نہیں ہوگا کم ازکم یہ انسانوں کو تو بچارہے ہیں یہ انسانیت کے لئے کام کررہے ہیں۔تو میری یہ request ہے کہ ایک تو یہ دو جو خضدار اور ژوب کے ٹراما سینٹرز ہیں اِن پر سارا کام مکمل ہو چکا ہے اِن کو جو instruments ہیں وہ فوری طور پر دیئے جائیں اسپیشلی جیسے سی ٹی اسکین ہے، ڈیجیٹل ایکسریز ہیں جو کہ وہاں سرجن ہوں گے، جو کوئٹہ میں سرجری کررہے ہیں وہی سرجری وہیں پر ہوگی اور ٹائم پر ہوگی۔ یہاں تو آتے آتے وہ راستے میں دم توڑ جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اسکے علاوہ راستے میں اور بھی ٹراما سینٹر جیسے قلات ہے یا قلعہ سیف اللہ ہے یا لسبیلہ ہے، یہاں پر اور بھی ٹراما سینٹرز اگر بن جائیں تو ہمارے بہت سے لوگوں کی زندگیاں بچ جائیں گی جانیں بچ جائیں گی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ جو روڈز بن رہی ہیں، واقعی ہم تو جاتے رہتے ہیں اِس طرح کی روڈوں پر۔ وہاں سالہا سال سے یہ کام چل رہا ہوتا ہے۔اور پچاس پچاس کلومیٹر کم ازکم اگر کام چلے دس کلومیٹر، بیس کلومیٹر پہلے complete کرکے next اُس پر کام شروع کریں جو فنڈز کی availability ہو جائے۔ جناب! یہ واقعی ایک ایسی قرارداد ہے جس میں انسانوں کی جانیں بچانے والی بات ہے۔تو مَیں آپ سے request کرتا ہوں کہ جب تک یہ روڈ بنتی ہیں یہ ہمارے ٹراما سینٹرز کو فی الفور فعال کریں تاکہ اُسمیں proper طریقے سے کام شروع ہو جائیں اور جو ہمارے ڈاکٹرز ہیں ہمارے سرجنز ہیں اور ایڈورٹائزمنٹ کے مطابق اُنکو salaries دی جائیں۔

thank you.

جناب اسپیکر: Thank you very much.جی سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں، جی پلیز۔ جب سے بارہویں اسمبلی کا قیام عمل میں آیا ہے، مَیں بحیثیت اسپیکر یہ دیکھ رہا ہوں کہ چیف سیکرٹری صاحب، آئی جی پولیس اور تمام محکموں کے سیکرٹری صاحبان اسمبلی کی کارروائی میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ چونکہ اسمبلی میں تمام اراکینِ اسمبلی اپنے اپنے حلقوں کے عوامی اہمیت کے حامل مختلف نوعیت کے مسائل اُجاگر کرتے ہیں، جس کے لیے اسمبلی اجلاس میں چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس اور سیکرٹری صاحبان کا ہونا از حد ضروری ہے۔ لہٰذا سیکرٹری اسمبلی! آپ چیف سیکرٹری اور آئی جی پولیس کو letter لکھیں کہ وہ ہر سیشن کے پہلے دن اسمبلی اجلاس میں اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔ اِس کے علاوہ تمام سیکرٹری صاحبان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اسمبلی کے ہر اُس اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں جس روز اُن کے محکمے سے متعلق سوالات، توجہ دلاؤ نوٹسز، تحریک التوا، تحریک استحقاق یا کوئی بل وغیرہ اسمبلی کے ایجنڈے پر ہو۔ تاہم اگر کسی محکمے کا سیکرٹری کسی وجہ سے مصروف ہو تو وہ اپنی جگہ پر اپنے محکمے کے نمائندے کو اسمبلی اجلاس میں بھیجیں جو کم از کم ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدے سے کم نہ ہو۔ Thank you very much

قائد ایوان: جناب اسپیکر! کیونکہ آپ کی رولنگ آ گئی ہے، اب اِس پر بات کرنا مناسب تو نہیں ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور سینئر بیوروکریسی ہماری جتنی ہیں وہ اِس وقت ہال میں موجود ہیں۔ principally مَیں اِس سے agree کرتا ہوں کہ جو supreme ادارہ ہے وہ پارلیمنٹ ہے۔ اور پارلیمنٹ نے ہی supreme رہنا ہے۔ میری اِس میں یہ گزارش ہوگی آپ سے کہ خاص طور جو سوال و جواب ہوں، اُس وقت تو سیکرٹری کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن باقی حکومتی امور بھی چلانے ہوتے ہیں تو لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اِس letter کو تھوڑا نرم کر دیں، ایڈیشنل سیکرٹری ضرور ہوں گے جب سیکرٹری available ہوگا وہ ضرور ہوگا۔ importance بالکل اِس پارلیمنٹ کی ہے، اِس پارلیمنٹ کی importance کو بھی چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ اگر کسی نے کرنے کی کوشش کی تو اُس کو کرنے نہیں دیں گے۔ تو آپ، اِس میں ایڈیشنل سیکرٹریز ضرور آئیں گے اور چیف سیکرٹری صاحب ہوں گے تو وہ بھی آئیں گے، سیکرٹریز بھی آئیں گے لیکن اگر کوئی حکومتی امور چل رہے ہونگے کیونکہ آپ کی رولنگ تو پھر it's supreme اُس پر تو پھر کوئی There is no cut تو kindly اِس کو دوبارہ دیکھ لیں ایک بار rationalize کر دیں۔ thank you

جناب اسپیکر: Thank you by all means، اِنشاءاللہ اِسکے اُوپر جو بھی ہوگا کہ جو commitment ہوتی ہے گورنمنٹ لیول پر، اُس پر تو کوئی دو رائے نہیں ہیں، وہ بھی چلتے رہیں گے ساتھ اِنشاءاللہ۔ لیکن میرے خیال میں اسمبلی کا اجلاس جہاں اپوزیشن اور ٹریژری بنچز تمام کی موجودگی ہوتی ہے، اِن کی حاضری جہاں تک possible ہو سکے،

اُس کو ممکن بنائیں، پلیز مہربانی۔ جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر! ریکی صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے مَیں اِسکی حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جیسے کہ اُنھوں نے سڑک کو قاتل شاہراہ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! گزارش یہ ہے کہ KPK، پنجاب، سندھ جب ہم travel کرتے ہیں تو ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے کہ وہاں موٹروے پولیس ہے۔ موٹروے پولیس اور ہماری جو روڈز ہیں پہلے مَیں نے سُنا تھا تقریباً پچھلی حکومت میں کہ ERC کے نام سے، early response center بنائیں گے۔ جو ایمرجنسی میں خدانخواستہ جو ایکسیڈنٹ cases ہوں تو اِسمیں اِن کا کام ہوتا ہے کہ اُنکی مرہم پٹی یا اُنکو rescue کرنا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان بہت بڑا صوبہ ہے۔ اور آپ یقین کریں بلوچستان میں ہماری روڈز ہیں ان پر پیٹرولنگ کی سروس نہیں ہے۔ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں مَیں ان کو کہ نوشکی میں 12 اپریل کو انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا جس میں 12 بندے شہید ہوئے۔ جناب اسپیکر صاحب! پیٹرولنگ نہ ہونے کی وجہ سے یا تو بلوچستان کے حالات کی وجہ سے، حالات تو آپ کو پتہ ہیں کہ یا تو گاڑیاں لُوٹی جاتی ہیں یا تو ایکسیڈنٹ cases میں ہمارے پاس ERC جیسے میں نے کہا کہ اگر بنائے جاتے ابھی سو سے پانچ سو کلومیٹر تک جناب اسپیکر صاحب! اگر روڈز ہیں لیکن آپ یقین کریں treatment کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی لُٹیرا کوچز کو لوٹتا ہے یا خدانخواستہ حالات خراب ہوتے ہیں، ہمارے یہاں کوئی ایسا پیٹرولنگ کا نظام نہیں ہے۔ اس ڈسٹرکٹ سے اُس ڈسٹرکٹ تک یا پولیس ہو یا لیویز ہو یا ہماری فورسز ہوں، وہ پیٹرولنگ چیک کریں۔ اگر پیٹرولنگ کا سسٹم ہو تو میرے خیال سے اِس طرح کے بُرے حالات نہ ہوں کہ بارہ، بارہ لوگ شہید کیئے جائیں۔ تو میری گزارش ہے سی ایم صاحب سے کہ نیشنل ہائی وے جو روڈ جیسے اِس روڈ کو قاتل روڈ کا نام دیا گیا ہے، تو kindly موٹروے پولیس ہمارے بلوچستان میں چمن تک نیشنل ہائی وے ہے، ایران بارڈر تک نیشنل ہائی وے ہے، کراچی تک نیشنل ہائی وے ہے، ژوب تک نیشنل ہائی وے ہے۔ میری گزارش ہے کہ موٹروے پولیس کو یہاں باقاعدہ طور پر، صرف ہم نے لکپاس کو، جب ہم اُدھر جاتے ہیں جو لکپاس ٹنل ہے وہ ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے ایک دو گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں وہ صرف اور صرف میرے خیال میں شاید موٹروے پولیس کو پانچ چھ سالوں سے introduce کیا جارہا ہے، دو گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں کوئی مَیں پانچ دس سالوں سے دیکھ رہا ہوں تو میری گزارش یہ ہے کہ پیٹرولنگ کا سلسلہ ہو یا یہ early response center جو ایمرجنسی میں ایکسیڈنٹ cases ہوجاتے ہیں یہ federal issue ہے۔ اور اِسکو ERC جو early quick center ہمارا PPHI نے باقاعدہ طور پر میرے خیال میں اِنہوں نے ایڈورٹائزمنٹ بھی کرنی تھی اور انہوں نے باقاعدہ طور پر اپنا کام بھی شروع کرنا تھا۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے نہیں کیا۔ میری گزارش ہے کہ یہ ERC اور یہ جو ہمارا پیٹرولنگ سسٹم ہے

اُس کو بڑھایا جائے۔

جناب اسپیکر: جی اسد بھائی ایک منٹ۔میر صاحب! آپ اِسی موضوع پر بولنا چاہ رہے تھے؟

میر عاصم کرد گیلو(وزیر محکمہ مال): جی ہاں،ایک تو یہ ہے جو ریکی نے قرارداد پیش کی ہے اُس پر اور دوسرا آپ کو واپس آپ کا عہدہ سنبھالنے پر اور نو منتخب ہمارے اراکین میں اپنی طرف سے اور پارٹی کی طرف سے اُن کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔اسپیکر صاحب! جو ریکی صاحب نے قرارداد پیش کی ہے بالکل اِس میں دو رائے ہیں نہیں، بہت کافی عرصے سے روڈ ایکسیڈنٹ اِس پر ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا ایک منٹ hold کریں۔یہ جو سیکرٹریز کے علاوہ یہاں جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں kindly جو بھی سیکرٹری صاحب یہاں آتے ہیں اُنکو seat vacant کر کے دے دیں تاکہ وہ سیکرٹری صاحب آئیں وہ یہاں اپنی حاضری یقینی بنائیں۔ جو non secretaries لوگ بیٹھے ہوئے kinldy اُن کا تھوڑا سا احترام کریں۔ مہربانی۔جی جناب۔

وزیر محکمہ مال: کافی عرصے سے کتنے سال ہوگئے، بہت زیادہ ایکسڈنٹ ہوئے، کافی بسیں جل گئیں جیسے ریکی صاحب نے کہا کہ ایک کمشنر صاحب بھی حادثے کا شکار ہوئے۔اور کافی مائیں،بہنیں اِس روڈ کی نذر ہوگئیں۔اِس کا ٹینڈر ہوا ہے،مگر کافی سست رفتاری سے چل رہا ہے جیسے ریکی صاحب نے کہا کہ پیسے آتے ہیں یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ کہاں لگ گئے نہیں لگ گئے۔پچھلی دفعہ ہماری میٹنگ ہوئی اُسمیں ہمارے سی ایم صاحب بھی تھے،شہباز شریف صاحب تھے۔ تو اُنکو بھی ہم نے یاددہانی کروائی اور اِس کے علاوہ N-65 جو بولان کی روڈ ہے، وہاں بھی کافی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ دو، دو، تین تین دن راستہ بند ہوتا ہے، ایک گاڑی اگر اُلٹ جائے تو وہ راستہ دو تین دن تک بند ہوتا ہے۔ یہ تقریباً تین صوبوں کو اور 14 ڈسٹرکٹوں کو ہماری بولان روڈ ملاتی ہے۔اور اُس کے لئے ہم نے 2007ء سے اُس کی feasibility report اور اُس کے ایکنک سے منظور ہوئی، CDWP سے منظور ہے مگر اُس نے شہباز شریف صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ اِس دفعہ اِسکو کر دیں گے۔مَیں نے سی ایم صاحب سے بھی کہا تھا کہ اِس دفعہ ایک اور letter لکھیں، DO letter لکھیں تاکہ اِسکو جو موجودہ بجٹ ہے PSDP میں اِسکو ڈالا جائے۔اور یہ تقریباً ابھی 17 سال سے اسپیکر صاحب! CDWP اِسکی ہوئی ہے ایکنک سے منظور ہوئی ہے۔اُس کے باوجود ہر سال PSDP سے اِسے نکالا جاتا ہے۔پھر مَیں جاتا ہوں اُنکو منت وسماجت کر کے ڈالا جاتا ہے اور اس دفعہ ہمارے میاں شہباز شریف نے جب میٹنگ ہوئی تھی اُنھوں نے ہمیں یقین دہانی کروائی ہے کہ اِسکو ہم ڈال دیں گے۔اِس کے علاوہ جو شہباز شریف نے جو جالی پُل کا وعدہ کیا تھا، وہ تو تقریباً بن گیا ہے اور آخری مراحل میں ہے۔اور میں اپنے ریکی صاحب سے یہ کہتا ہوں جب

وہ NHA کے منسٹر تھے مولانا صاحب کے بیٹے ،تو اُس ٹائم بھی یہ سست رفتاری جاری تھی ،اُس ٹائم بھی کوئی ایسی حکمتِ عملی نہیں کی گئی کہ کاموں کو تیز کیا جائے۔thank you اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you ۔آپ آغا صاحب! کس کے اوپر، آپ اِسی قرارداد کے اُوپر بولنا چاہتے ہیں، زابد علی ریکی صاحب والے پر؟ جی فرمائیں ظفر صاحب۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! اِس قرارداد کا، یقیناً ہم اِس ایوان میں اِس پر بات کرنا میں بہت لازمی سمجھتا ہوں۔ ہمارے یہاں ایک نیشنل ہائی وے کے جتنے بھی پروجیکٹس چل رہے ہیں چاہے وہ چمن کوئٹہ ہو، یا کوئٹہ کراچی ہو، اُس کے جو ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں اِسکے کچھ میں نے جو observe کیے ہیں کچھ bridges ٹوٹے ہوئے ہیں جناب اسپیکر! وہ ہوتا کیا ہے کہ وہاں diversion دی جاتی ہے۔رات کو جو بندے سفر کرتے ہیں یا جو ڈرائیور حضرات سفر کرتے ہیں اُن کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہاں diversion ہے۔انٹرنیشنل لاء بھی یہی کہتا ہے کہ جہاں diversion ہوتی ہے،موٹروے پولیس وہاں کچھ اُن لوگوں کے آلہ ہوتے ہیں جو وہاں رکھتے ہیں،کوئی sign boards ہوتے ہیں، وہ یہاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔تو سب سے زیادہ جو اُس کو خونی روڈ کہا جاتا ہے اُس کی main وجہ بھی یہی ہے کہ یہاں وہ چیزیں نہ نیشنل ہائی وے نے رکھی ہیں اور نہ موٹر وے نے رکھی ہیں۔ دوسری بات جناب اسپیکر! جتنے بھی bridges ہیں، اِن کے tests کیئے جائیں اِن کی لیبارٹری کی جائے through the National Highway کیونکہ یہاں جتنی بھی بارشوں کی وجہ سے floods کی وجہ سے جو مجھے نظر آتا ہے ایک بھی bridge جہاں پر اِس پوری ہائی وے میں پرانے بنے ہوئے ہیں، وہ اپنے صحیح حالات میں نہیں ہیں، وہ crack ہو چکے ہیں۔اِس پر ایک کمیٹی بنائی جائے، جب تک کہ یہ روڈ complete ہوتی ہے اُس سے پہلے اِس bridges کو جو diversion ہوتی ہیں، سر! آپ strictly ایک order پاس کریں آپ کی طرف سے نیشنل ہائی وے والوں کو بلایا جائے اور اُن سے یہ کہا جائے کہ یہ جو bridges ہیں سر! اِن کا tests ہونا چاہیے اگر یہ test نہیں ہوتے تو بہت سے bridges جو میرے حلقے کے ہیں وہ مجھے پتہ ہے وہ بالکل بیٹھ گئے ہیں اور ٹوٹ گئے ہیں اُس پر جب وزن پڑتا ہے گاڑی کا تو وہ ایک ایکسیڈنٹ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔اور اُس سے حادثے زیادہ ہوتے ہیں۔تو سر! آپ سے گزارش یہ ہے کہ یہ جو نیشنل ہائی وے نے جن ٹھیکیداروں کو package wise جس طرح اُن کو ٹینڈر کیا گیا ہے، اُس کا ٹائم بھی check کیا جائے سر! کہ وہ جو time limit اُس کو دیا گیا ہے، وہ اُس سے cross کیے ہیں؟ اگر کیے ہیں تو اُس پر penalty بنتی ہے۔اور وہ penalty اُن ٹھیکیداروں سے لی جائے کہ یہ سست روی کا شکار کیوں ہیں؟ حالانکہ نیشنل ہائی وے نے بلوچستان میں جتنی روڈز بنائی ہیں، اِس میں کوئی دورائے نہیں ہیں کہ نیشنل ہائی وے کا ایک بہت بڑا

ترقیاتی منصوبہ جو بلوچستان کا ایک جال بچھایا ہوا ہے، اُس کو بھی ہم نے بھولنا نہیں ہیں اُس کی ترقی کو ہم نے ہمیشہ اپنے الفاظ میں یاد بھی کیے ہیں اور اُس کو ہم سراہتے بھی ہیں۔ مگر سر! آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ نیشنل ہائی وے کے چیئرمین کو اور جی ایم صاحب کو آپ بلالیں، اگر میری ضرورت ہوئی تو مَیں اُس کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہوں سر! کچھ ایسی چیزیں ہیں جیسے for example cat eyes ہیں، cat eyes وہ چیز ہے جو روڈ کی سنٹر میں بنتا ہے، رات کو وہ light کرتا ہے۔ مگر اُس میں جو steel کیل لگتی ہیں جب ڈرائیور جاتے ہیں اور اس کے اُوپر گاڑی پڑتی ہے، tyre پڑتے ہیں، تو وہ burst ہوجاتے ہیں اُس کی وجہ سے بھی ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں سر! کچھ ایسی چیزیں میرے پاس ہیں مَیں آپ کے اور ایوان کے ساتھ discuss کروں گا کہ یہ چیزیں اگر اِس پر control کیا جائے تو بہت حد تک ایکسیڈنٹ کم ہوسکتے ہیں۔ بہت شکریہ thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ جی اسد بلوچ صاحب۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ایک تو آپ کا شکریہ کہ آپ نے اپنے فرضِ منصبی میں آج جو آپ نے، ایک نقطہ کی نشاندہی کی۔ چیف سیکرٹری اور آئی جی پولیس کی۔ یہ مَیں appreciate کرتا ہوں آپ کو کہ آپ نے جرات کر کے یہ باتیں کیں، ہونا بھی چاہیے۔ اِس اسمبلی کو یہ مقدس اسمبلی ہے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

جناب اسپیکر: ذرا mic کے نزدیک ہوجائیں، یہ آواز آپ کی ٹھیک نہیں آرہی۔

میر اسد اللہ بلوچ: بلوچستان کی تقریباً دو کروڑ آبادی ہے اور وہاں لوگوں سے یہاں منتخب کر کے یہ جو لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، ہر ایک کے اپنے علاقے کے مسئلے ومسائل ہیں جو address کرتے ہیں۔ سامنے جو بیٹھے ہوئے اگر چیف سیکرٹری، جو وفاق سے اُس کی پوسٹنگ بھی ہوتی ہے، آئی جی پولیس جو مرکز سے یہاں request کی جاتی ہے، وہاں سے اِن کی پوسٹنگ کی جاتی ہے۔ یہ شروع سے لے کر آج تک کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ پتہ نہیں اِس اسمبلی کی اہمیت کو وہ جانتے نہیں ہیں علمی طور پر یا وہ اِتنے ذہنی طور پر اپنا ایک chauvinist ذہن رکھتے ہیں کہ یہاں کے لوگ جو جتنے بھی آئے ہوئے ہیں اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بلوچستان کی اہمیت ہے اور بلوچستان اپنی اہمیت اور آواز کو اُس حد تک آگے لے جائے گا تاکہ اُس ایوان کی چیخ وپکار وہاں پہنچ جائے۔ ساتھ ہی مَیں اپنی بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی) کی جانب سے اِس قرارداد نمبر 5 کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! 75 سال میں دو کروڑ عوام کی ایک demand ہے، یہ روڈ پورے صوبے کے عوام کی ایک demand ہے۔ پچھلی اسمبلی، اِس سے پہلے، ہر اسمبلی میں یہ قرارداد پاس ہوئی ہے، آپ ریکارڈ چیک کریں یا قرارداد موجود ہے۔ آج ایک دفعہ پھر یہ قرارداد یہاں پیش ہوئی ہے۔ ہماری قرارداد ہزاروں کی تعداد میں ہے، یہاں ہم آتے ہیں، ہمارے دوست فاضل ممبرز آ کر کے اِس پر بحث کرتے ہیں،

قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوتی ہیں۔لیکن اِس پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ ہماری ایک single قرارداد، آپ دیکھیں پانچ، دس سال، بیس سال کے اِس دورانیہ میں ایک single قرارداد پر عمل نہیں ہوا ہے۔ اِس دفعہ ہم چاہتے ہیں کہ مرکز میں اور صوبے میں پیپلز پارٹی وہاں بھی حصہ دار ہے، (ن) کے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں، پیپلز پارٹی کے بھی بیٹھے ہیں، وہ یہ روڈ، اِس لیے ہم کہتے ہیں مشترکہ ہے کہ ہر بندہ یہاں کے یہاں سے گزرتا ہے۔محسوس اُن لوگوں کو ہوتا ہے جس کے لختِ جگر کی لاش اُس گھر میں جب پہنچ جاتی ہے تو اُن لوگوں کو یہ دَرد محسوس ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! کیا اگر سپر ہائی وے پنجاب میں بنتی ہے، موٹر ویز پنجاب میں بنتی ہیں، بہاولپور سے سیالکوٹ تک بنتی ہے، اسلام آباد سے پنڈی تک بنتی ہے، وہ رقبے کے لحاظ سے بہت چھوٹا سا صوبہ ہے۔ یہ روڈ کو بھی بنی چاہیے۔ اِس کی اہمیت یہ ہے کہ یہاں بلوچستان کے پورے صوبے کا ایک مطالبہ ہے اور ایک demand ہے، اِس کو نظر انداز کرنا ریکوڈک کو اہمیت دینا، اِس کو نظر انداز کرنا، گوادر پورٹ کو اہمیت دینا، اِس کو نظر انداز کرنا سینڈک کو اہمیت دینا، اِس کو نظر انداز کرنا اور بلوچستان کے minerals کو اہمیت دینا، یہ justice نہیں ہے، یہ ناانصافی ہے۔ جب ہمارے بلوچستان کے پانچ سال کا ایکسیڈنٹ آپ دیکھیں یہ ان میں دس ہزار تک لوگ مر چکے ہیں۔تو یہ کوئی انسان نہیں ہیں؟ پچھلے ادوار میں ہمارے 27 لوگ بھی اسی روڈ پر بس جل گئے۔ کیونکہ single روڈ تھی۔ dual carriage road ہی نہیں تھی۔ اُن کی dead body میں لے کر کے پنجگور گیا اِسی طریقے سے بلوچستان کا کوئی ایسا district نہیں بچا ہے جہاں سے اِس روڈ میں اُن کے ایکسیڈنٹس نہیں ہوئے ہیں۔ہم بولتے ہیں فورم یہی ہے وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اِس دفعہ کامیابی اگر سب کی ہوگی تو پہلے وفاق اگر کل President صاحب آئے تھے پتہ نہیں آپ لوگوں نے اس بارے میں بات کی ہے یا نہیں کی ہے اِس سلسلے میں، سب سے پہلے پورے بلوچستان کی ڈیمانڈ یہی روڈ ہوگی۔ کیونکہ اِس سے قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ یہاں، امیر، غریب، فقیر، بیوروکریٹس، سب لوگ اس روڈ پر مر چکے ہیں۔اس لیے ہم سمجھتے ہیں کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو قدرے مشترک ہوتی ہیں۔ دوسری ہمارے علاقے میں یہی وفاق کی جانب سے کوئی اسکیم کا جو چیدگی ٹو پنجگور تھی۔ اور پنجگور آپ کی پروم تھی، ٹینڈرز بھی ہوئے ہیں، ایوارڈ بھی ہوا، کام نہیں ہو رہے ہیں۔ اور پنجگور کا جو کسٹم وہاں جو لگے ہوئے ہیں، سال میں 25 سے 30 ارب روپے اُس کی آمدنی ہے جو مرکز کو جاتی ہے۔ہمیں اُس کے باقی فنڈز نہیں چاہئیں۔ جو ہمارے لوگ ٹیکس دیتے ہیں وہی پیسوں سے یہ روڈ بنایا جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم صرف یہ کر سکتے ہیں پارلیمانی سیاست کر رہے ہیں، اپنے لوگوں کی آواز اس اسمبلی میں آپ تک پہنچاتے ہیں۔ کام جمہوری طریقے سے ہو سکتا ہے ٹھیک ہے تو جمہوری عمل کے ساتھ ساتھ ہم روڈوں پر پُرامن طریقے سے احتجاج کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی سنی نہیں جاتی ہے جناب اسپیکر! پھر ہم کیا کریں؟ پھر ہم کورٹ میں جاتے ہیں۔ اگر کورٹ میں یہ کیس ایک دفعہ گیا اگر وہاں سے شنوائی نہیں ہوتی ہے پھر

ہم کدھر جائیں؟ اپنے لوگوں کو لے کے پہاڑوں پر جائیں۔نہیں ہم اِس فلور اورفورم پر بیٹھے ہوئے ہیں within frame work of pakistan ہم بولتے ہیں ہمیں سننا چاہیے ہمارے جائز کام ہیں، اُن کو سننا چاہیے، tackle کرنا چاہیے۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو یہاں یہی ہوگا کہ انارکی ہوگی trust ختم ہوگا۔ اداروں پر سے trust ختم ہوگا۔وہ بہت بھیانک ہوگا۔ thank you جناب سپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی زمرک صاحب! آپ اِسی موضوع کےاوپر بولنا چاہتے ہیں؟جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: thank you جناب اسپیکر۔ یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے حقیقت میں ایک اہم قرارداد ہے۔ پارٹی کی طرف سے حمایت کرتا ہوں لیکن تھوڑا پس منظر میں جانا چاہتا ہوں۔صرف یہ روڈ کے حوالے سے یہ بات نہیں ہے کہ ہم وفاق سے صرف روڈ کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ NHA ہماری روڈ نہیں بنا رہی ہے۔حقیقت میں 15 سال سے جب ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں، میں خود چوتھی دفعہ ہے کتنی قراردادیں میرے دوستوں نے کہا کہ ہم نے پیش کی ہیں۔ میرے خیال سے ہزاروں کی تعداد میں صرف روڈز کے حوالے سے نہیں کہ جی ہم نے،NHA نے ہماری روڈ کراچی سے چمن تک یا چمن سے ژوب تک یا کوئٹہ سے ژوب تک نہیں بنی۔ جتنے بھی فیڈرل ڈیپارٹمنٹس ہیں آپ اس کو لے لیں،آپ واپڈا کو لے لیں، آپ واٹر اینڈ پاور کو، آپ PIA کو لے لیں، آپ ریلوے کو لے لیں، ہم نے ہمیشہ یہ بات کی ہے کہ ہمارے ان حقوق کا تحفظ کیا جائے بلوچستان کے حوالے سے۔سمندر کی بات ہے پہلے آپ گوادر تک جائیں سات سو ساڑھے سات سو کلومیٹر آپ کے پاس کوسٹل ایریا ہے۔آپ سونا، کاپر اور یورینیم لے لیں، آپ ریکوڈک سے سینڈک تک جائیں تو میرے خیال سے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔آپ سوئی گیس کو لے لیں کہ کتنے آپ کے پاس ذخیرے موجود ہیں یہاں اگر ہمارے حوالے یہ کیا جائے تو میں تو کہتا ہوں، میں NHA سے کیا درخواست کروں گا کہ جی یہ ہماری روڈ کو آپ دورویہ کر دیں۔میں تو خود اتنی پاور رکھتا ہوں اس صوبے میں، ہمارے پاس اتنے قدرتی خزانے ہیں کہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت وہ ہمارے حوالے کیے جائیں تو ہم خود کفیل ہوں گے۔لیکن ہمیشہ جس طرح دوست نے کہا جب ہم نے جتنی قراردادیں پیش کی ہیں وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالی جاتی ہیں۔اور آج تک کسی پہ عملدرآمد نہیں ہوا۔کیوں؟اس روڈ کو اگر آپ لے لیں، یہ ایک روڈ تو اس دفعہ نہیں کہ ایک دفعہ اس قرارداد کو ہم نے پیش کیا ہے۔ میں آپ کو پچھلی دفعہ کا کہہ دوں کہ اس کے متعلق ہم نے 10 میٹنگز کی ہیں، وفاق میں مَیں بحیثیت فنانس منسٹر گیا تھا، میں سوئی سدرن گیس والوں کے پاس بیٹھا میں نے کہا ہمارے جو سترہ ارب روپے بقایاجات بنتے ہیں وہ دے دیں۔ کہا کہ جی agreement نہیں ہوا ہے۔اچھا! جب نہیں ہوا آپ کے ساتھ تو آپ گیس کس قانون کے تحت نکال کے پاکستان کے دوسرے صوبوں کو دے رہے ہیں؟ کوئی قانون ہے آپ بتا دیں؟ پھر تو گیس بھی بند ہونی چاہیے؟

agreement ہوگا جب آپ payments کریں گے تو ہم آپ کو گیس دیں گے۔ آپ 15 سال سے گیس لے جا رہے ہیں۔ اور ہمیں ایک روپے نہیں دے رہے ہیں کہ جی agreement نہیں ہوا ہے۔ NHA تو اپنی مرضی سے کام کر رہی ہے، جب ہم گوادر کی بات کرتے ہیں ہم ایک اکائیوں کے تحت، چار اکائیاں ہیں جب مضبوط ہوں گی تو وفاق مضبوط ہوگا۔ ہم یہ بات کرنا چاہتے یں کہ، بلوچستان مضبوط ہوگا تو وفاق مضبوط ہوگا۔ ہم یہاں رہتے ہوئے پارلیمنٹ کی صورت میں ایک ممبر کی ایک بلوچستان کے عوام کی آواز کو وہاں تک پہنچانے کی صورت میں ہم یہ بات کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بات سن لو۔ وفاق سے ہم اپنا حق مانگتے ہیں۔ اس میں ہم غلطی نہیں سمجھتے ہیں۔ میں وزیراعلیٰ صاحب سے request کرتا ہوں شاید ہمیں اِس پر اعتماد میں، پوری اسمبلی میں کہ وفاق سے وہ حق جو ہمیں ملنا چاہیے اٹھارہویں ترمیم میں اور این ایف سی کے حوالے سے جو ہمارا حصہ ہے وہ کس طرح مل رہا ہے۔ روڈز میں ہمیں کیا پیسے ملے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمیں قسط ملتی ہے تین مہینے کے حساب سے اور وہ کٹ لگا کر ملتی ہے اور بقایا مئی کے آخر میں ملتی ہے جو جون سے شروع ہونا چاہیے۔ اس طرح ہمیں ہمارا رویہ ہمارے ساتھ اس طرح ہے۔ اور آپ کا allocation کتنا رکھتے ہیں اس روڈز میں۔ آپ اگر اس روڈز کی allocation اٹھا لیں اس کو اگر آپ دیکھ لیں تو ایک ارب روپے میں وہ ایک کروڑ روپے رکھتے ہیں۔ اور 20 سال کیا 50 سال میں یہ روڈ complete نہیں ہوگی۔ میں آپ آج بھی لکھ کے دے دیتا ہوں آپ کو۔ آپ یہ نوٹ کر لیں میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ باقی یہ عملدرآمد تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں مرتے ہیں چلو ہم تو یہ کہتے ہیں ہمارا ایمان ہے ہمارا عقیدہ ہے کہ جب وقت پورا ہوتا ہے تو ہم مر جاتے ہیں۔ لیکن احتیاط تو سنت ہے۔ اسلام نے لکھا ہے کہ آپ نے احتیاط کرنا ہے۔ اگر احتیاط نہ ہو تو خودکشی کر کے کیا یہ موت ہمارے حق میں لکھی ہوئی ہے؟ وہ حرام ہے۔ ہمارے ساتھ تو حرام کام کیا جاتا ہے اس صوبے کے ساتھ۔ کسی چیز کو کبھی بھی نہیں سنا گیا ہے۔ اسی بنیاد پہ میں یہ کہتا ہوں، آج بجلی والے سر! میں آپ کو بتا دوں زمیندار ایکشن کمیٹی والے نکلے ہیں، water and power کے خلاف، بلوچستان کو تین گھنٹے بجلی ملتی ہے۔ ابھی یہ اسمبلی میں یہ بات نہیں ہوگی اور یہ وفاق اس پر عملدرآمد نہیں کرے گا، کہ جی آپ بل نہیں دیتے ہیں۔ کیسے بل دیں آپ تین گھنٹے بجلی دیتے ہیں۔ اور جب گرمیوں کا موسم شروع ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب! یہاں پر لوڈ شیڈنگ جو ہے شروع ہوتی ہے اور جب بارش شروع ہوتی ہے تو اُن علاقوں میں جو ہمارے remote areas ہیں وہاں پہ تو بجلی غائب ہی ہو جاتی ہے دس دس پندرہ پندرہ دن جو ہمارا ایک زمیندار پورا سال اس چیز کے لیے بیٹھا ہوا ہے کہ مجھے اپنے بچوں کے روزگار کے لیے کچھ پیسے ملیں گے۔ وہ فصل ختم ہو جاتی ہے۔ آج ہڑتال پر ہیں آج بلاک کریں گے روڈ۔ تو یہ وفاق کیا کر رہا ہے۔ واپڈا کے منسٹر کے پاس ہم گئے ہیں۔ سینئر منسٹر پچھلی دفعہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے سارے اپوزیشن کے لوگ ممبرز بیٹھے تھے، اپوزیشن لیڈر بھی بیٹھا ہوا تھا، ہمارا

اپوزیشن کے دوست تھے اُس وقت ہم ٹریژری بنچز پر تھے۔ اُنہوں نے ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا۔ کہتا ہے ''اِن سے بات ہی نہیں کرنی ہے کہ جی مجھے پرائم منسٹر صاحب بلا رہے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے بیٹھے ہوئے ہیں، پرائم منسٹر''۔ مَیں نے کہا پرائم منسٹر صاحب ضروری ہے کیا اور ہمارے یہاں پر 15 رکنی delegation بیٹھی ہے آپ کے سامنے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟ اور میں نے اپنے اپوزیشن لیڈر اور اسپیکر صاحب بھی اُس وقت ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اسپیکر صاحب! یہ ہمیں مذاق سمجھا ہوا ہے بلوچستان کو۔ یہ مطالبہ حل ہی نہیں ہوگا یہ لکھ لیں گے اور ہمیں رخصت کریں گے۔ اور وہی ہوا۔ ابھی ہم یہاں NHA میں کس سے بات کریں؟ ہمارے روڈز کب تک بنیں گے کوئی گارنٹی ہے اس روڈ کی؟ کوئی ہمیں commitment کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ جی یہ دو سال میں بنے گا چار سال میں بنے گا پانچ سال میں بنے گا۔ میں تو ہمارے چیف منسٹر صاحب سے صرف اتنی گزارش request کروں گا کہ آپ کی قیادت میں ہم جائیں۔ اور کم از کم یہ جو چار پانچ چیزیں ہیں، یہ ساری چیزیں discuss کریں، چاہے وہ بجلی کا مسئلہ ہو چاہے وہ روڈ کا مسئلہ ہو چاہے ہمارے جہاں ہمارے حقوق کا ہے جو ہمارے این ایف سی کے حوالے سے ہمیں جو پیسے ملتے ہیں چاہے ہماری گیس سوئی سدرن گیس کے ہمارے بقاجات ہیں کم از کم یہ ہمیں مل جائیں۔ تو ہم کیوں اپنی پی ایس ڈی پی کو کٹ لگائیں گے۔ ہم کبھی بھی نہیں لگائیں گے۔ ہمارے لیے وہ پیسے بہت کافی ہیں کہ ہم وہ پیسے جو ہمارا حق بنتا ہے ہم کوئی اُن سے بھیک نہیں مانگتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان والے ہم سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ ہم بھیک نہیں مانگتے ہمیں اپنے اختیارات تو دے دیں کم از کم اور یہ ہمارا آئینی حق ہے ہمارا جمہوری حق ہے ہم اپنی جمہوریت کے تحت اور اپنے آئینی حق کے تحت اور اپنے بلوچستان کے 65 رکنی یہاں پر جو اسمبلی بیٹھی ہوئی یہ پورے بلوچستان کی آواز ہے۔ اور ان کی مشکلات اگر ہم حل نہیں کریں گے تو کون حل کرے گا کوئی اوپر سے فرشتے نہیں آئیں گے یہی لوگ ہیں جو ہم ایک قدم اٹھائیں گے اور کبھی بھی ہم خدانخواستہ اس ملک کے خلاف یا اس آئین کے خلاف یا اس پارلیمنٹ کے خلاف نہیں بولیں گے، حق کے لیے لڑیں گے اور یہ بھی آپ کو کہہ دیں ایک دفعہ سر! آخری بات کرنا چاہتا ہوں یہ NHA کے پاس میں 10 کیا میں بیس دفعہ گیا ہوں۔ آپ جا رہے ہیں چمن، مَیں جا رہا ہوں چمن۔ آپ کچلاک سے یہ جو بائی پاس نکلتا ہے یہ یارو کا، یہاں یہ کٹ آپ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا یہاں پر یا تو underpass بنا لیں یا تو over bridge بنالیں۔ یہاں پہ ایکسیڈنٹ ہوتا ہے۔ آپ یارو سے جو یارو سے آتے ہیں واپس بائی پاس پہ آتے ہیں کیا صورتحال ہے۔ کچلاک سے آتے ہیں وہاں سے آتے ہیں یہاں پہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ میں نے کہا یہاں کچھ تو بنا لو کتنا خرچہ ہوگا؟ 20 کروڑ ہوگا، 40 کروڑ ہوگا۔ پانچ سال تک میں پورا ان کے پاس جاتا رہا۔ میرا دوست وہاں بیٹھا ہوا تھا جو ممبر این ایچ اے ہے یہاں بلوچستان کا۔ مَیں نے کہا کہ یہ تو کر لو یہ بھی آج تک نہیں ہوا۔ ٹریفک نظام انکا جو این ایچ اے کا پولیس جو ٹریفک ہے این

ایچ اے کی پولیس ہے وہ کس طرح ڈیوٹی کرتی ہے۔ٹریکٹر کی بتیاں نہیں ہیں وہ روڈ پر کھڑے ہیں۔رات کو گاڑی جا کر کے اُدھر سے لائٹیں لگتی ہیں اُنکو پتہ نہیں چلتا ہے گاڑی اندر چلی جاتی ہے جتنے بھی اُسکے اندر بیٹھتے ہوتے ہیں فیملیز، ابھی چار بچے اور اُنکا پورا خاندان ہمارے قلعہ عبداللہ اور پشین کے وہ شہید ہو گئے ہیں۔کچھ نظام ہے ہی نہیں کچھ ٹریفک کا نظام اُن کو بحال کر کے تو دے دیں۔وہ ڈیوٹی نہیں کر رہے ہیں۔وہ اُنکے ٹریفک ڈی ایس پی کہاں پر ہیں؟ اُنکے ایس ایچ او کہاں پر ہیں اُنکی ڈیوٹی ہی یہی ہے کہ اگر کوئی گاڑی خراب ہو تو اُسکو سائیڈ پر کر لیں کوئی بجری کی گاڑی خراب ہے کوئی ٹریکٹر خراب ہے جن کے آگے اور پیچھے کے لائٹ خراب ہیں۔نہ کوئی آگے کا لائٹ ہے نہ کوئی پیچھے کا لائٹ ہے جو بھی گاڑی کے اندر گھس گئی وہ شہید ہو جاتے ہیں اس کو دیکھ کر کے اگر آپ رولنگ دے دیں این ایچ اے کے نمائندوں کو بلا لیں اسکو کہہ دیں کہ کم از کم اگر روڈ نہیں بن سکتا ہے یہ اپنے نظام کو تو ٹھیک کر دیں۔اس سے جانوں کو تو بچایا جا سکتا ہے۔آپ سے اور وزیر اعلیٰ سے درخواست ہے کہ ایک چارٹ بنا کر کے ہمارے جو حقوق ہیں ہم اپنے صوبے کو بہتر سے بہتر کر سکتے ہیں اپنے تعلیم اور ہیلتھ کو اور وہ وہاں وفاق کو بھیج دیا جائے تا کہ ان پانچ سالوں میں بلوچستان کے لئے کچھ نہ کچھ ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you جناب زمرک خان صاحب انشاء اللہ یہ ایک serious issue ہے اور جو concerned لوگ ہیں at the eve of this میری امید ہے کہ وہ اس کو serious لیں گے اور take up کریں گے فیڈرل کے ساتھ۔جی اسی کے اوپر؟ مولوی صاحب آپ اسی قرارداد کے اوپر بولنا چاہتے ہیں۔جی رحمت علی صاحب۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: thank you اسپیکر صاحب۔مَیں قرارداد نمبر 5 کی حمایت کرتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے اور یہ گزارش کرتا ہوں کہ کچھ جب ہم submit کریں گے یہ اُس میں شامل کیا جائے۔کیونکہ اگر دیکھا جائے تو یہ مقدس ایوان جب بھی یہاں سے متفقہ طور پر قرارداد پاس کرتی ہے لیکن وفاقی حکومت کے سامنے یا implementing اداروں میں کوئی implement نہیں ہوتا ہے۔میں اپیل کرتا ہوں مطالبہ کرتا ہوں قائد ایوان سے اور بحیثیت کسٹوڈین آف دی ہاؤس آپ سے کرتا ہوں کہ اِن قراردادوں کے اوپر عملدرآمد کرنے کی کوشش کی جائے۔دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر کہ پورے ملک کو connect کرنے کے لئے پورے بلوچستان میں کوئی ایسی شاہراہ نہیں ہے جس کی کہ ہم مثال دے سکیں۔ہم ظلم و زیادتی کی بات کریں تو اسکی کوئی حد نہیں۔آپ یقین کریں اسپیکر صاحب شاید آپ کو پتہ ہوگا کہ میرے relatives تھے، یونیورسٹی آف پنجاب اور یونیورسٹی آف کراچی، یہ جناب ہو گئے 07 مارچ کو ایکسیڈنٹ یہ اکٹھے جناب شہید ہوئے اِسی اوتھل اور وندر کے درمیان اور افسوس کی بات یہ ہے کہ این ایچ اے واقعی ایک نیٹ ورکنگ اسکی ہونے کے باوجود آپ یقین کریں ہمیں حیرانگی ہوتی ہے آپ اندازہ لگائیں

کہ کوئٹہ ٹو کراچی جو روڈ ہے اس میں ہر بارش میں وہ پُل بہہ جاتا ہے لسبیلہ میں ہر بارش میں وہ پُل بیٹھ جاتا ہے۔آپ expenditure کی ratio کو دیکھ لیں اور works کو گراؤنڈ پر دیکھ لیں یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔اب ظلم یہ ہے کہ این ایچ اے کا جو ٹھیکیدار ہے اُس نے پھر پانچ پیٹی ٹھیکیدار رکھے ہوئے ہیں۔آخری جو پیٹی ٹھیکیدار تک جاتا ہے وہ پھر بیلچہ سے انہی کھڈوں کو بھرتا ہے۔اب اس طرح نہیں ہے یہ جدید دور ہے۔اگر بلوچستان کو،ایک دفعہ ہم بریفنگ میں بیٹھے تھے آنرایبل سی ایم صاحب چیئر کر رہا تھا تو این ایچ اے کا جو representative تھا اُس نے کہا کہ سب سے زیادہ ہم نے budgetary sanction میں بلوچستان کو ترجیح دی ہے۔سوال اُس سے یہ کہ آپ کی جو کارکردگی ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔دوسری بات،ترمیم مَیں یہ لاؤں گا کہ دیکھیں جناب اسپیکر آپ کوئٹہ گوادر روڈ کو دیکھیں اس میں بھی حادثات ہو رہے ہیں گوادر کوسٹل ہائی وے پر بہت بے تحاشہ ایکسیڈنٹ ہو رہے ہیں۔اور جس بھی ایکسیڈنٹ میں آپ دیکھیں تین سے چار شہادتیں ہوتی ہیں اسی طرح بیلہ،اوتھل والا روڈ ہے۔تو مَیں یہی مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان میں جو package میں جتنے روڈز ہیں،جو آواران،ہوشاب روڈ ہے،بیلہ،آواران،جاہُو روڈ ہے۔تربت،مندر روڈ ہے۔چیدگی،پنجگور روڈ ہے۔چیدگی روڈ کی اگر آپ چیمبر آف کامرس سے اگر رپورٹ لے لیں سب سے زیادہ ریونیو جنریٹ ہو رہی ہے چیدگی جو پنجگور،ایران بارڈر ہے zero point ایکسپورٹ،امپورٹ ہو رہا ہے۔آپ یقین کریں 80 کلومیٹر ہے یہ آٹھ گھنٹے کا سفر ہے اور یہ جو بڑے ٹرالرز اور ٹرک جاتے ہیں یہ تو دو دو راتوں اسی اسی کلومیٹر میں رات راستے میں گزارتے ہیں تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو لسٹ میں آئے ہیں باقاعدہ approved ہیں۔لیکن فنڈنگ نہیں ہیں۔آج جو مشکل ہے اس اہم پروجیکٹ کو۔یہ جو اہم قرارداد ہے،اسکو مکمل ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ فنڈز نہیں ہیں۔تو لہٰذا میں اُس ترمیم کو submit کرتا ہوں کہ وفاقی حکومت فنڈز کی اجراء کو یقینی بنائے۔ full اُسکو allocation دے دیں جس طرح کہ کوئی tenure ہے دورانیہ ہے،اُس پروجیکٹ کو کمپلیٹ کرنے میں اُس دورانیہ میں کمپلیٹ ہو،یہاں جو پروجیکٹس دس دس سال بارہ بارہ سال چلتے ہیں اور وہ جو کرپشن کا سرچشمہ بنتے جا رہے ہیں لہٰذا اس قرارداد کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہم اسکی حمایت کرتے ہیں۔اور اپنی ترامیم کو submit کرتے ہیں۔ thank you.

جناب اسپیکر: شکریہ۔جی۔

جناب زرین خان مگسی: شکریہ جناب اسپیکر۔ اس قرارداد میں باقی جو ہمارے روڈز ہیں جو main ہمارے جو connect کرتے ہیں باقی صوبوں کو جیسے کوئٹہ،ڈی آئی خان ہے۔اور کوئٹہ اور ڈی جی خان،کوئٹہ جیکب آباد۔کیونکہ یہ بھی بہت اہم ہمارے روڈز ہیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں بالکل۔

جناب زرین خان مگسی: اِس قرارداد میں اِن کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 5 پیش ہوئی۔ آیا۔۔۔(مداخلت)۔ اِسی قرارداد کے اوپر بات کریں گے۔

جناب زرین خان مگسی: اِس پر بات کرنا چاہتا ہوں اِسی قرارداد کے اوپر۔

جناب اسپیکر: جی بولیں۔

جناب زرین خان مگسی: جی اسپیکر صاحب بات یہ ہے کہ لسبیلہ پی بی 22 ہمارا حلقہ ہے۔ including PB-21 حب۔ اب 2022ء کے بعد جو تباہی و بربادی آئی ہے بارش اور سیلاب کی وجہ سے ابھی تک اُسکے اوپر کوئی implementation نہیں ہوئی ہے ہر دو چار چھ دن کے بعد کوئی نہ کوئی ناگہانی واقعات پیش آتے ہیں۔ دوستوں نے points individually دیئے ہیں کہ patrolling ہونی چاہئے یا پھر basic immediate response teams ہونی چاہئے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جب تک کوئی holistic policy نہیں آئے from the province and federal. یہ جو لقب ہے اس روڈ کا وہی رہے گا لوگ اس پر شہید ہوتے رہیں گے اور ہم اِدھر ہی باتیں کرتے رہیں گے۔ تو I think it is very pertinent. تو مَیں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ نیٹ ورک سسٹم پورا صحیح ہونا چاہئے تو comparing to Balochistan to Punjab and Sindh. I think it is not fair. جہاں پچاس کلومیٹر سو کلومیٹر کی ضرورت پڑتی ہے پنجاب اور سندھ میں، تو بلوچستان میں دو سو پڑتی ہے۔ بہت wast ہے مگر اسکے اوپر مَیں سمجھتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ implementation ہونا چاہئے in the form of کوئی بیسٹ ہیلتھ یونٹ کوئی immediate response teams ہم چیک کر سکتے ہیں for the last four, five, ten years. کہ جو crucial points ہیں۔ جہاں کوئی پیٹرولنگ ٹیم نہیں ہیں جہاں fatalities زیادہ ہیں خاص کر لسبیلہ ٹو خضدار۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر ہم geo-maping بھی کر سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں کہ کہاں fatalities زیادہ ہیں اور اُدھر جی مَیں سمجھتا ہوں کہ we can put basic response teams with basic infrastructurre. یہ نہیں کہتا ہوں کہ بھئی بڑا سا vast project ہو۔ ہسپتال وغیرہ بنیں۔ لیکن جام صاحب کے دَور میں ہمارے ہائی وے کا اوتھل تک ہمارے کوئی response teams اور infrastructure respond بنا ہوا تھا۔ اس کے اوپر کام مزید کام کرنا چاہئے اور خاص کر جی بابائے بلوچستان جو پُل ہے it is an entry from Sindh to Balochistan and vice versa. اُسکے اوپر جی دو سال سے کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ بابائے بلوچستان کا جو پُل ہے وہ ابھی تک ٹوٹا ہے لوگ left جاتے ہیں کبھی right

جاتے ہیں جو divesions ہیں، آپ نے بھی دیکھا ہوگا جناب۔ ہمیں اسکے اوپر تھوڑا سا کام کرنا چاہئے ایک face ہے بلوچستان کا اور ایک entry point ہے۔ and I think اس کو اِنہیں serious لینا چاہئے۔ اور جی just to end it یہ ہم حمایت کرتے ہیں اس روڈ کا۔ اور اس قرارداد کا، یہ ایک بہت بڑا vast system ہے، step by step ہوگا یہ اگر ہم کہیں کہ جی یہ کل بنے یا سال میں بنے یہ نہیں ہوگا۔ تو very to be a little reasonable. اور خاص کر rationalize کرنا پڑے گا۔ اور سی ایم صاحب کو میں درخواست کروں گا کہ پی بی 22 جو لسبیلہ ہے patrolling جو ہمارے آفیسرز ہیں وہ وِندر اور زیرو پوائنٹ تک محدود ہیں after that جی کوئی بھی نہیں آتا ہے۔ beyond اوتھل all the way to وڈھ، نام ونشان نہیں ہے جی۔ نہ کوئی بیسک ہیلتھ کیئر یونٹ اور نہ کوئی پیٹرولنگ ہے۔ اگر اِس کے اُوپر کوئی بات چیت ہوسکتی ہے۔ یا کمیٹی بنا کر تشکیل دیں تو میں سمجھتا ہوں کچھ نہ کچھ جو fatal نہیں بلکہ in-crucial اور جو بڑے injured لوگ ہیں، وہ immediate response کے ساتھ کچھ نہ کچھ میرے خیال سے بچ سکتے ہیں۔ تو اِس کے اُوپر جی میں یہ کہنا چاہ رہا تھا۔ اور پی بی 22 جو ہمارے اوتھل اور بیلہ کے diversions ہیں کچھ بن چکے ہیں کوئی تین یا چار تھے جو ابھی تک دو رہ گئے ہیں۔ تو We can also proceed on that یہ بڑا highway ہے جی، آپ لوگوں کو پتہ ہے زیادہ، آپ لوگ senior لوگ بیٹھے ہیں، آمدورفت سب کی ہے اِس پر، ہماری بھی ہے جی ہم کوئٹہ بھی آتے ہیں۔ تو اِس کے اُوپر I think there should be some kind of implementation کیونکہ ہر وقت جی کچھ نہ کچھ جی روڈ block ہے، کچھ نہ کچھ اپنا diversion کی وجہ سے کوئی accident ہو چکا ہوتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں اسپیکر صاحب! اور CM صاحب بھی بیٹھے ہیں If we can come-up with a seperate meeting after this and speak about جو چھوٹے چھوٹے patches ہیں، پورا نہیں بنے گا I agree with that وہ جو چھوٹے چھوٹے main patches ہیں حب کے اور اوتھل اور لسبیلہ کے وہ اگر ٹھیک ہو جائیں تو کچھ نہ کچھ میں سمجھتا ہوں بہتری آئے گی۔ Thank you۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ جی۔ last speaker on this. اِس قرارداد کے اُوپر، جی مولوی صاحب۔

جناب مولوی نوراللہ: بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ (عربی) جناب اسپیکر قرارداد نمبر 5 کی میں تائید کرتا ہوں۔ اور کچھ ترامیم اور اضافے کے ساتھ، کہ جب میاں نواز شریف صاحب وزیراعظم تھے تو ژوب میں اُنہوں نے NHA کے روڈ کا بدستِ خود افتتاح کیا۔ اُس کی حکومت کا دورانیہ ختم ہوا۔ اُسکے بعد تحریک انصاف کی حکومت آئی۔ اُسی ژوب کے روڈ کا افتتاح جو نواز شریف صاحب نے ژوب میں کیا تھا سابق وزیراعظم عمران خان نے کوئٹہ کی طرف سے دوبارہ افتتاح کیا۔

اور کوئٹہ سے ژوب تک NHA نے اِس روڈ کو پانچ packages میں تقسیم کیا دو packages پر کام جاری ہے سُستی کے ساتھ، تین packages کا ابھی تک پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کب جاری ہونگے؟ کب شروع ہونگے؟ قرارداد بیشک پاس کیوں نہ ہو۔ اِس Floor پر پچھلے ٹرم میں مَیں نے کوئٹہ۔ژوب ریلوے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کیا تھا۔ اور ہاؤس نے اُس کی تائید کی، منظور کیا۔ ہمارا ژوب ڈویژن جو کہ ایک محروم ڈویژن ہے۔ مَیں CM صاحب کے نوٹس میں لانا چاہ رہا تھا کہ فرنگی حکومت نے یہاں سے ریلوے لائین بچھا کے ژوب تک، وہ چھوٹا لائین تھا۔ تو اُس کو وسعت دینے کی خاطر، وسعت دینے کے نام پر اُکھاڑ کے ہمیں ریلوے اور لائن دونوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ تو اُس قرارداد کے توسط سے اِس Floor پر میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی کہ وفاق کا رویہ بلوچستان کے اور خصوصاً بلوچستان کے اِن اضلاع کے ساتھ اور اُن ڈویژنز کے ساتھ سوتیلی ماں کا سا رویہ ہے۔ لائین کو وسعت دینے کے بجائے، لائین کو اُٹھا کے، اُکھاڑ کے لے جانا، یہ تو محرومی نہیں بلکہ کوئی دوسرا نام اس کے لئے اگر منا سب ملے دینا چاہئے۔ تو مَیں یہ CM صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں آپ کے توسط سے اور فلور کے توسط سے کہ ہمارا یہ NHA کا ایک روڈ کا مسئلہ نہیں ہے، ہمارا ریلوے کہاں چلا گیا؟ ہمارے لائین کِس نے اُکھاڑے؟ کہاں لے گئے؟ جو وعدہ تھا وہ کیوں ایفا نہیں ہوا؟ بلوچستان کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ اور خاص کر اُن علاقوں کے ساتھ جن علاقوں سے ہمیں منتخب کیا گیا ہے۔ ہماری مشرقی سائیڈ بلوچستان ہے۔ جناب اسپیکر! اسی طرح ہمارے عوام بیروزگار ہیں اِن روڈوں کے نہ ہونے کی وجہ سے۔ نہ یہ کاروبار کر سکتے ہیں۔ نہ تجارت کر سکتے ہیں، نہ زراعت کر سکتے ہیں، نہ زرعی اجناس کو کاشت کر سکتے ہیں، میرے حلقے میں ایک بارڈر ہے وہ معروف و مشہور ہے۔ ہماری بیوروکریسی اور ہمارے لیڈر حضرات اور اراکین اسمبلی سب اُس کے نام کو جانتے ہیں اور اُس کی اہمت کو جانتے ہیں۔ بادینی بارڈر ہے۔ وہ 75 کلومیٹر کچے سڑک کے اُوپر بارڈر کا ایک کثیر آبادی کا واحد شہر ہے۔ وہاں پر تجارتی سرگرمیاں، دفاع سے متعلق امور، بہت سارے حوالوں سے ایک اہمیت کا حامل باؤنڈری پر موجود ہے جیسے کہ چمن شہر کی اہمیت ہے اُس کی اہمیت ہے۔ وہاں پر نہ روڈ ہے۔ نہ بجلی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں پر سیکرٹری حضرات، چیف سیکرٹری صاحب اور دیگر محکموں کے سیکرٹریوں کو یہاں اسمبلی کی اجلاس کے دوران موجود ہونا چاہئے۔ لیکن مَیں آپ کو یہ بھی درخواست کر کے بتانا چاہتا ہوں کہ وفاقی محکموں سے منسلک، وفاق سے منسلک ادارے، جس میں واپڈا ہے، میرے حلقے میں دو تحصیل اور تیسری تحصیل کا ایک فیڈر 3 سالوں سے بند ہے۔ (مداخلت۔شور)۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اب بجلی کو اور روڈ کو سب کو mix کرتے ہیں پہلے قرارداد کو نمٹا دیں۔ بھلے بعد میں دوسری باتوں کو کر دیں۔

مولوی نوراللہ: کیا جلدی ہے بھئی ٹائم ہے۔ آپ ذرا تسلی رکھیں۔

جناب اسپیکر: ایک دو باتیں ہو جاتی ہیں بیچ میں، تقریباً کر لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: بھلے بعد میں دوسری باتوں کو کر دیں۔

مولوی نوراللہ: آپ کوئی اسپیکر تو نہیں ہیں اس اسمبلی کے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! اِدھر chair کو ایڈریس کریں۔

قائد حزب اختلاف: مَیں بحیثیت اپوزیشن لیڈر بول سکتا ہوں مَیں اسپیکر صاحب سے بات کر رہا ہوں آپ سے بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: پلیز، .That is the right جی آپ مولوی صاحب مجھے ایڈریس کریں۔

مولوی نوراللہ: تو جناب والا! 3 سالوں سے 2 تحصیلوں کا فیڈر بند پڑا ہے۔ چور جو ہیں وہ اس کے تاریں لے جا رہے ہیں۔ CM صاحب سے عرض کیا۔ CM سے عرض کیا۔ CEO کو بھیجا اُس سے عرض کیا ابھی تک کوئی بہتری نہیں آئی۔ کسی نے بھی غور نہیں کیا۔ تو یہ وفاق کا ظلم ہے۔ وفاق سے منسلک اداروں کا ظلم ہے، زیادتی ہے۔ تو اِس قرارداد میں یہ اضافہ کرتے ہوئے کہ NHA سے لیکر بادینی بارڈر تک وفاق کو روڈ بنانا چاہئے۔ اور کوئٹہ سے لیکر ژوب تک اور ژوب سے لیکر ڈیرہ اسماعیل خان تک، اور لورالائی سے لیکر ڈی آئی خان تک یہ روڈ بھی اِس قرارداد کا حصہ بنا دیا جائے۔ اور CM صاحب سے دست بستہ گزارش ہے کہ یہ اپنے وفاق سے شکوہ کرتے ہوئے اِس کو بھی نہ بھولیں۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب۔ آپ اسفندیار صاحب! اسی پر بول رہے ہیں؟ مہربانی کریں اگر short کریں۔ باقی almost the same ہیں جو سارے کر رہے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اپنی speech ضرور کریں لیکن تھوڑا short کر دیں، آگے اور بھی اسمبلی کی کارروائی کافی پڑی ہیں late ہو جائیں گے۔

جناب اسفندیار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ وڈویلپمنٹ): بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ٹائم دیا، اسی حوالے سے اسی قرارداد کے حوالے سے بات اس طرح کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان طویل سرحدی علاقے پر مشتمل ہے۔ بہت زیادہ اور اہم علاقہ ہے، بلوچستان میں بہت زیادہ اہم علاقے ہیں۔ جس میں گوادر ہے ہماراواشک ہے، چاغی ہے، ہمارا ژب ہے، چمن ہے، ہمارا پشین کا ایریا ہے جو بارڈر کے ساتھ لگتا ہے، ہمارے ہاں بارڈر کے ساتھ کاروبار، لوگوں کا آنا جانا اور پورے پاکستان کے اوپر اس کا انحصار ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے 22-2021ء میں فیڈرل پی ایس ڈی پی میں ایک روڈ منسلک ہوا جو خانوزئی براستہ برشور، توبہ کاکڑی بارڈر کے ساتھ تھا۔ اور اُس کے لیے ابھی تک فنڈز، فیڈرل میں پھر بعد میں پھر نہیں رکھے گئے۔ اور دوسرا یہ کہ چمن کے بعد توبہ کاکڑی کا بارڈر جو ہے، چمن کے بعد توبہ کڑی کا بارڈر جو بہت ہی قریب ترین پڑتا ہے کوئٹہ شہر کو اور علاقے کو۔ مَیں اسی

قرارداد میں آپ سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو اس کے لیے وہ رکھا جائے اس کے اس میں اس کو شامل کیا جائے کہ اس کے لیے فنڈز رکھے جائیں ،اس میں بھی کام ہو جائے لوگ ابھی لوگوں کا آنا جانا ہے،سب کچھ ہے،66 کلومیٹر کا بارڈرایریا ہے۔مگراس پرآمدورفت بالکل نہ ہونے کے برابر ہے،تواس قرارداداس کوشامل کیا جائے۔این ایچ اے بہت زیادہ لنک روڈز یہ ہیں جبکہ یہ افغانستان کے ساتھ مل رہا ہے تو اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you اسفندیار صاحب۔اسی موضوع پردمڑ صاحب بولیں گے۔

حاجی نورمحمد دمڑ(وزیرخوراک): سب سے پہلے جناب سپیکر! آپ کا مشکور ہوں اور جو قرارداد پیش ہوئی اس قرارداد کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں۔اور ساتھ ساتھ میں سارے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری قرارداد کی کبھی بھی ماضی میں کوئی حیثیت رہی بھی نہیں ہے۔ہم نے اس اسمبلی سے جتنی بھی قراردادیں پاس کی ہیں، یہ میرے خیال میں صرف اور صرف ایک لمحے کے لیے ہمارے لیے ایک کیا کہتے ہیں کہ ایک سیشن رہا، یہاں پر بھی ہر کسی نے باتیں تو کرلیں اپنے علاقے کے عوام تک تو ہماری آواز تو پہنچ گئی کہ ہم نے علاقے کی اِن مسائل پر اسمبلی میں گفتگو کی لیکن یہ ہے کہ جہاں تک قرارداد کی ویلیو کی بات ہے جہاں تک قرارداد کی اہمیت کی بات ہے ہماری قردادوں کو مرکز نے کبھی بھی کوئی اہمیت دی ہی نہیں ہے۔تو اس دفعہ بھی مجھے کوئی امید بھی نہیں ہے البتہ ابھی ایک پروگرام چل رہا ہے، ابھی سب باتیں کررہے ہیں ہرعلاقی کی طرف سے اپنی اپنی مسائل یا این ایچ اے کی حوالے سے جو جو مسائل ہیں تو اس قرارداد میں ہرایک include کررہا ہے۔تو میں بھی یہی چاہتا ہوں میرے حلقے کا بھی ایک اہم روڈ ہے جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہیے۔سی ایم صاحب بھی چلا گیا۔آج کی اس قرارداد کے ساتھ اس قرارداد میں یہ جتنے بھی این ایچ اے کے روڈز ہیں بلوچستان کے جو چیدہ چیدہ روڈ ہے اس کو شامل کر کے مرکز میں،مرکز کی طرف آپ روانہ کردیں اور ساتھ ساتھ سی ایم کی طرف سے اٹینشن لیٹر لگا لیں کہ اس کو کم سے کم باقی قرارداد کی طرح آپ کی طرح نہ لیں یہ ایک اہم قرارداد ہے اور خاص موقع پر ہے کیونکہ بجٹ آرہا ہے یہ coming بجٹ میں ان سب کو include کردیں جناب اسپیکر! میں اپنے علاقے کے ایک روڈ کی یہاں پرذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ہرنائی، کوئٹہ روڈ، ہرنائی ٹو سنجاوی روڈ، ہرنائی ایک ایسی ڈسٹرکٹ ہے جو کہ میرے خیال میں بلوچستان میں بہت کم اس طرح ڈسٹرکٹ ہے جو کہ گورنمنٹ کو بڑا ریٹرن دیتے ہیں، آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ ہرنائی ایک مائننگ ایریا ہے۔مائننگ ڈسٹرکٹ ہرنائی سے تقریباً daily basis پر سینکڑوں گاڑیاں کوئلے کی یہ پنجاب کی طرف جاتے ہیں اور اس پر گورنمنٹ کو ایک ہیوی ٹیکس ملتے ہیں اور اس کے باوجود بھی ہرنائی کی عوام جس کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں اور جس مشکل میں وہ رہ رہے ہیں میرے خیال میں مَیں ان کے دوسرے جو tenure کا بھی مَیں ایم پی اے ہوں اور پچھلی دفعہ بھی ہم اس کی ذکر بھی کی۔اور ہم نے ان کو میرے خیال میں 22-2021ء کی پی ایس ڈی پی میں

include بھی کیا اور کوئی ساڑھے آٹھ ارب روپے ان کی لاگت تھی۔ یہ ٹنڈر بھی ہوگیا۔ این ایچ اے نے execute کیا۔ اور باقاعدہ اس کا افتتاح بھی ہوگیا۔ اور درمیان میں پھر ٹھیکیدار کی سست روی تھا یا ٹھیکیدار کی غفلت تھی، این ایچ اے نے ان کی ٹینڈر کو کینسل کردیا۔ اور دوبارہ اس روڈ کی پی سی ون کو ریوائز کرتے ہوئے یہ میرے خیال میں 25 ارب تک ایہ ان کی پی سی ون چلا گیا۔ تو ابھی یہ coming پی ایس ڈی پی کے لیے waiting ہے، انتظار میں ابھی include کرنا ہے تو یہ بہت ضروری ہے۔ وہ اس لیے ضروری ہے، باقی بھی جنہوں نے ہمارے دوستوں نے جن جن روڈوں کی ذکر کی، بلوچستان یقیناً ایک وسیع وعریض علاقہ ہے۔ اوران کی جتنے بھی روڈیں ہیں وہ سارے کچے ہیں اور کمزور حالت میں ہیں۔ لیکن ہرنائی کی روڈ کی اہمیت اس لیے زیادہ ہے کہ ہرنائی ایک ایگریکلچرل ڈسٹرکٹ ہے۔ اور ساتھ ساتھ ایک مائننگ ڈسٹرکٹ ہے۔ وہاں پر گورنمنٹ کو ایک بڑا ریٹرن بھی جاتا ہے اور اس کے باوجود بھی ہرنائی کی روڈ جو ہے وہاں روز بروز آپ دیکھتے ہیں میرے خیال میں کبھی شاید سوشل میڈیا پہ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا ہرنائی ایک ایسی سائیڈ والی ضلع ہے جہاں سے ہمارے لوگوں کی آمدورفت بہت کم ہے، بلوچستان کی باقی لوگ وہاں پہ بہت کم جاتے ہیں۔ لیکن ہے ایک اہم ڈسٹرکٹ۔ اور گورنمنٹ کو ایک بڑا ریٹرن بھی دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہرنائی کے روڈوں کی جو حالت ہے، خاص کر جس روڈ کا میں ذکر کر رہا ہوں این ایچ اے کے ساتھ ہے یہ۔ اور یہ بہت ضروری روڈ ہے۔ تو یہ اس قرارداد میں اس کو شامل کر کے اور ساتھ ساتھ سی ایم صاحب کی طرف سے ایک اٹینشن لیٹر، کیونکہ ایک خاص موقع ہے۔ بجٹ آرہا ہے سر پر۔ تو اِن روڈوں کو، یہ خاص کر ہماری روڈ جو ہے یہ پلاننگ کمیشن میں پڑا ہوا ہے۔ اور for consideration۔ تو لہٰذا مہربانی کریں اس کو اس قرارداد میں ڈال کے اور سی ایم صاحب کی طرف سے کا نا یک اٹینشن لیٹر لگا کے مرکز کو روانہ کردیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی sorry ایک منٹ۔ آیا قرارداد نمبر 5 منظور کی، وہ ترمیم کے ساتھ آپ نے کہا ہے کہ ترمیم کے ساتھ۔ قرارداد نمبر پانچ منظور ہوئی۔ قرارداد نمبر 6 منجانب محمد صادق سنجرانی، رکن اسمبلی! چونکہ وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں تو اس کو ہم ڈیفر کریں گے next session کے لئے۔

میر شعیب نوشیروانی: جناب اسپیکر! ایک میڈیکل کالج کا حوالہ اِس میں ہے۔ تو اس میں next session کے لیے آپ ڈیفر کریں گے اور Movers کے ساتھ ہم ہیں اور ہمارے جو رخشان ڈویژن کے دوسرے ساتھی ہیں اس میں محرکین میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تو اس میں پھر آپ کی طرف سے اجازت ہو۔

جناب اسپیکر: میر محمد صادق عمرانی صاحب، جناب ظہور احمد بلیدی صاحب، میر ضیاء اللہ لانگو صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، میر محمد عاصم کرد صاحب، میر شعیب نوشیروانی صاحب اور جناب علی محمد جتک، صوبائی وزراء میں سے کوئی

ایک محرک اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد پیش کرے۔ جی۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی و برقیات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ ایوان مورخہ 9 مئی 2023ء کو ایک ہی، ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ کی گرفتاری پر اور اِن کے نام نہاد کارکنوں کی جانب سے پورے ملک میں پُرتشدد مظاہروں، جن میں جناح ہاؤس لاہور میں توڑ پھوڑ، حساس سرکاری و نجی املاک کو نقصان، کو نذرِ آتش کرنے، کور کمانڈر ہاؤس لاہور میں توڑ پھوڑ اور گھیراؤ وجلاؤ اور جی ایچ کیو کے مین گیٹ پر حملہ، پشاور میں ریڈیو پاکستان کی عمارت اور Metrostation کو نذرِ آتش کرنے، رینجرز چوکیوں پر حملہ کرنے، پُرتشدد کارروائیوں میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سینکڑوں افسران واہلکاران کو زخمی کرنے میں، ایمبولینس کو آگ لگانے اور اس قسم کے دیگر پُرتشدد واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ مزید جو ایک منظّم سازش کے تحت افواج پاکستان کے خلاف چند سو مسلح جتھوں کو اُکسانے کی مذموم کوشش کی گئی جو کام ازلی دشمن 75 سال میں نہ کر سکا اِن دہشتگردوں نے کر دکھایا ہے، جو تا قیامت یوم سیاہ کے طور پر 09 مئی کو منایا جائے گا۔ لہذا یہ ایوان نہ صرف افواج پاکستان پر مکمل اعتماد، یکجہتی اور بھرپور حمایت کا اظہار کرتا ہے بلکہ وفاقی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ 9 مئی 2023ء کے منصوبہ سازوں، سہولت کاروں اور جو لوگ ان واقعات میں ڈائریکٹ یا اِن ڈائریکٹ ملوث ہیں، اُن کے خلاف فوری طور پر سخت تادیبی کارروائی عمل میں لانے کیلئے عملی اقدامات اُٹھائے تاکہ اُنہیں قرارِ واقعی سزا مل سکے اور پاک فوج، فوجی جوان، وطن عزیز کی سرحدوں پر جو نظریاتی سرحدوں کی محافظ ہیں، اِن کے خلاف ہر قسم کی سازشوں اور ہرزہ سرائی کی کوششوں کو ناکام بنایا جا سکے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ مذمتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ مذمتی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر آبپاشی و برقیات: جناب اسپیکر! 9 مئی پاکستان کی تاریخ میں پاکستان کی سلمیت پر ایک حملہ تھا۔ اقتدار کے حواس میں مبتلا ایک شخص نے قومی شناخت، وقار اور سلمیت پر حملہ کیا ہے۔ اپنے کارکنوں کو غیر ضروری اور بلاوجہ اشتعال میں لا کر پاکستان کے قومی اداروں کے خلاف استعمال کیا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی 9 مئی کے دن اُسی دن، اُسی وقت سے غیر جمہوری اقدامات کی بھرپور مذمت کی تھی۔ اور آج ہم اس ایوان میں بھی 9 مئی کے واقعہ کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ یہ قومی وقار اور یکجہتی کے خلاف ایک مذموم سازش تھی۔ 9 مئی کے دن سازشی عناصر اپنے فتح کا جشن منا رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ ایک دوسرے کے سیلفی اُتار رہے تھے۔ کور کمانڈر کے گھر پر حملہ کیا گیا۔ اگر اُس وقت فوج چاہتی تو ایک میجر حُکم دیتا ''کہ بھئی فائر''، تو پتہ نہیں کتنے لاشیں گر جاتیں۔ لیکن اُنہوں نے جس صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا اور قائداعظم محمد علی جناح ہاؤس لاہور میں اُس کو، اُس کے تاریخی اہمیت کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے، اُس کو جلایا گیا،

وہاں لُوٹ مار مچائی گئی۔ہم اُس کی بھی مذمت کرتے ہیں۔اور وہاں پر اُس گھر میں سیلفیاں بنائی گئیں۔پھر کور کمانڈر کے گھر میں گھُس کر اُس کے ضروری اشیاء کھانے پینے کی چیزیں بھی لُوٹ لی گئیں اور پھر بھی پاک فوج نے صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا۔ اگر وہ چاہتے تو بہت کچھ ہوسکتا تھا۔لیکن اِن سازشی عناصروں نے ، اِس غیر جمہوری قوتوں نے جس انداز سے پاکستان کی سلمیت پر اداروں پر فوج کے تنصیبات پر جو حملہ کیا وہ قابل مذمت ہے۔ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔اور اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ ہمارے خلاف سازش تھی۔کوئی سازش نہیں تھی۔سازش اُنہوں نے اِس ملک کی سلمیت کے خلاف کی۔سالمیت کو اُنہوں نے اس ملک کے ہمارے دفاعی قوتوں، مسلح افواج کے خلاف کی تھی۔اور جو آج تک یہ لوگ کرتے آرہے ہیں۔لہٰذا اِس قرارداد کو منظور کیا جائے۔والسلام۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔جی میر عاصم کردگیلو صاحب۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): قرارداد نمبر 6 جو ہم لوگوں نے پیش کی ہے، اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! آج ایک سال گزر گئے جنہوں نے ایک دہشتگرد ٹولہ نے اور اُس کے سربراہ نے جو ہمارے بابائے قوم کے اُس کے رہائش گاہ ،کور کمانڈر ہاؤس ،جی ایچ کیو اور ہمارے اہم تنصیبات پر حملے کیئے اور جمہوریت کی آڑ میں جمہوریت کو نقصان پہنچانے کیلئے اِنہوں نے سارا ڈرامہ رچایا۔

(اِس مرحلہ میں محترمہ غزالہ گولہ بیگم، ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

وزیر مال: اسپیکر صاحبہ! یہ ہمارے ادارے پر جو اُنہوں نے حملے کیئے ، یہ سمجھیں کہ ہمارے ملک پر حملہ کیا۔اور آج ایک سال ہوگیا ہے، اُن کے خلاف کوئی بھی کارروائی نہیں ہوئی ہے جو کہ ہونی چاہئے تھی۔آج بھی وہ اپنے پُرانے کرتُوتُوں کیلئے پھر رہے ہیں کہ آگے کیلئے سوچ رہے ہیں۔کیونکہ اِنہیں یہاں کوئی سزا نہیں ملی۔کبھی بولتے ہیں جوڈیشل کمیشن بنایا جائے کبھی کیا کہتے ہیں۔میں تو کہتا ہوں کہ اس میں دو رائے ہیں نہیں اس کیلئے ایک جوڈیشل کمیشن، آپ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے سربراہی میں بنایا جائے تاکہ اِن لوگوں کا صحیح طریقے سے پتہ چلایا جائے اور اِنہی لوگوں کے سامنے کیفیت کردار تک پہنچایا جائے۔اسپیکر صاحبہ! تو اُنہوں نے یہ دہشتگردی جو کیئے ہیں، کُھلے عام کیئے ہیں۔اور اُسے وہ مانتے بھی ہیں، تسلیم بھی کرتے ہیں کہ ہم نے کی ہیں۔اور آج وہ اُس کا ڈے بھی منانا چاہتے ہیں کہ ہم نے اچھا کیا ہے۔اسپیکر صاحبہ! یہ کہ بلوچستان کے بلکہ پاکستان کے 22 کروڑ عوام نے اس کی مذمت کی ہے مگر وہ آج بھی دَندناتے پھر رہے ہیں اور وہ سپنے انکے جو عزائم تھے اُس کی تکمیل کیلئے پھر بھی برسرِ پیکار ہیں۔بہتر تو یہی ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان سپریم کورٹ کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا جائے جو اصل حقائق ہیں جو پاکستان کے لوگوں کے سامنے رکھا جائے کہ اصل حقائق یہ ہیں۔اور جس نے بھی یہ کی ہے اُس کو اُس کا سزا ملنا چاہیے۔ اِس میں دو رائے ہیں نہیں،

thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی علی مدد جتک صاحب۔

جناب علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! thank you میڈم اسپیکر! آج کا دن اِس ملک اِس قوم کے لیے سیاہ دن کے طور پر یاد کیا جائے گا کیونکہ 9 مئی کو ایک پارٹی کے، سیاسی پارٹی کے سربراہ کو جب گرفتار کیا گیا، اُن کے نام ونہاد ورکروں نے، اُن کی پارٹی کے ساتھیوں نے مل کر ہمارے شہداء کے یادگار، ہمارے GHQ لاہور، کور کمانڈر ہاؤس۔ اور مختلف جگہوں پر وہ نقصانات کیے جو کہ کبھی بھی ملک کی تاریخ میں کوئی ملک دشمن نے بھی نہیں کیا ہو۔ میڈم اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ امریکہ میں ٹرمپ کا جو ایک حامی تھا اُس نے ایک قومی یادگار کی بے حرمتی کی، اُس کو وہاں 3 سال سزا دی گئی۔ یہاں تو ہمارے شہداء کے یادگار، ہمارے پاک فوج کے اور خفیہ اداروں کی جگہوں پر جب اِن لوگوں نے توڑ پھوڑ کیا اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہاں ہم نے یہ کیا ہے۔ کیا یہ ملکِ خداداد میں اِن کی سزا میں سمجھتا ہوں کہ پھانسی ہونی چاہیے۔ یہ ملک ہے ہم ہیں۔ قانون ہمیں یہ اجازت دیتا ہے کہ ملک کے خفیہ اداروں کے خلاف یا قانون کے خلاف یا اِس ملک کے خلاف جو اس طرح کی حرکت کی جاتی ہے تو اُس کو سزا دینی چاہیے۔ یہ دھرنے کے چوک پر اِنکے نام ونہاد ورکر زگھومتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ ہاں ہم نے یہ کیا ہے۔ تو میڈم اسپیکر! آج جو مشترکہ قرارداد پیش کی گئی ہے اِس کی روشنی میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ہر ورکر، ہر ممبر اسمبلی، ہر پاکستانی میں سمجھتا ہوں کہ 14 کروڑ عوام اِن کے اِن حرکتوں کی مذمت کرتا ہے۔ 24 کروڑ۔ تو میڈم اسپیکر! اِس ملک کو، پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت سے لے کر ورکروں کا خون شامل ہے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو سے لے کر شہید محترمہ بینظیر بھٹو اور اُن کے دو بھائی اور ہزاروں کی تعداد میں ہمارے ورکروں کو شہید کیا گیا۔ ہمارے ورکروں کو کوڑے لگائے اور جیلوں میں بھیجے۔ مگر پاکستان پیپلز پارٹی نے اور 14 سال جناب آصف علی زرداری کی نوجوانی جیل میں گزری۔ کیا پاکستان پیپلز پارٹی نے اس طرح حرکت کی کیوں؟ یہ ملک ہمارا ہے۔ اِس ملک کے درخت کو پیپلز پارٹی کے ورکروں نے پیپلز پارٹی کی لیڈر شپ نے خون دے کر بڑا کیا ہے۔ ہم اِس ملک کے اور ان شہداء کے والی وارث پارٹی ہیں۔ جو آج ہمارے پاک فوج کے شہداء کی نشانیوں کو اِن لوگوں نے جو توڑ پھوڑ کر بے حرمتی کی۔ اُن کو سزا ملنی چاہیے۔ پاکستان زندہ باد، بلوچستان پائندہ باد۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جناب بخت محمد کاکڑ صاحب۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر محکمہ اُمور حیوانات وڈیری ترقی): شکریہ میڈم اسپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا آج اِس important قرارداد پر بات کرنے کا۔ یقیناً 9 مئی کا دن ہماری تاریخ میں ایک سیاہ دن ہے۔ 9 مئی کو ایک منظّم طریقے سے، ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جو واقعات کیے گئے۔ وہ تمام واقعات انتہائی افسوسناک تھے، انتہائی دلخراش تھے۔

اور اُن تمام واقعات کی ہم بھر پور انداز میں مذمت کرتے ہیں ۔ اور وہ لوگ ، وہ master minds یا اُنکے facilitators یا جن لوگوں نے یہ act کیا اُن سب کو ایک symbolic punishment ملنی چاہیے تا کہ مستقبل میں کسی بھی political party کو کسی بھی گروہ کو کسی بھی شخص کو یہ جرات نہ ہو کہ وہ ہمارے ملک کے sensitive military installations پر ہمارے جو شہداء ہیں جنھوں نے اپنی جانیں اِس ملک کی protection کے لیے قربان کیں۔ جنھوں نے اپنے خون سے اِس ملک کی حفاظت کی۔ آج بہت افسوس کی بات ہے کہ 9 مئی کو اُن شہیداء کی monuments کو جس بیدردی سے توڑا گیا جس بیدردی سے اُن کی بے حرمتی کی گئی۔ جس بے دردی سے اُن monuments کو سڑک پر گھسیٹا گیا یقیناً آج as a قوم ہم سب اپنے شہداء کے سامنے شرمندہ ہیں ۔ آج وہ قومیں کبھی بھی ترقی نہیں کرتیں جو اپنے محسنوں کو جو اپنے شہداء کو بھولتی ہیں ۔ میڈم اسپیکر! 9 مئی کو جناح ہاؤس جو ایک تاریخی بلڈنگ تھی کور کمانڈر ہاؤس تھا، 9 مئی کو ایک سازش کے تحت ایک منصوبے کے تحت یہ کوشش کی گئی کہ ہماری ملٹری فورسز اور عوام ایک دوسرے کے ساتھ دَست و گریبان ہوں ۔ لیکن میں سلوٹ کرتا ہوں ساری ہمارے ملک کی intelligence agencies کو، paramilitary forces کو، پاک آرمی کو کہ جنہوں نے ایک بہت بہترین انداز میں اِس منظّم سازش کو ناکام بنایا۔ اِن کی تو کوشش یہ تھی کہ ملک کو civil war کی طرف لے جائیں خانہ جنگی شروع کریں۔ لیکن ہماری فورسز نے اُن کو ناکام بنایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی اگر ہم تاریخ اُٹھا کر دیکھیں، ذوالفقار علی بھٹو شہید کا judicial murder ہوا۔ لیکن پیپلز پارٹی نے، اُن کے ورکروں نے، اُن کے جیالوں نے کبھی کور کمانڈر کی دیواریں نہیں گرائیں، کبھی شہداء کے monuments کو نہیں گرایا گیا۔ کبھی ملک کے اداروں کے خلاف ہرزہ سرائی نہیں کی۔ بی بی شہید کی گورنمنٹ کا دو مرتبہ خاتمہ کیا گیا لیکن پیپلز پارٹی کے ورکرز نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی جو ملک کی سالمیت کو خطرہ ہو۔ پھر جب دن دیہاڑے بی بی کو شہید کیا گیا اُس وقت پریزیڈنٹ آصف علی زرداری صاحب نے جو ''پاکستان کھپے'' کا نعرہ لگایا اِس کی تاریخ پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ یعنی ہم سب کو پتہ ہے کہ 09 مئی کو، سوشل میڈیا پر موجود ہے کہ 09 مئی کو باقاعدہ اِس پولیٹیکل پارٹی کے سینیئر راہنماؤں نے کہا کہ اگر فلاں نہیں تو پاکستان نہیں۔ یہ پاکستان صرف ایک شخص کے لیے نہیں بنا ہے۔ اس پاکستان کو بنانے کے لیے جو جدوجہد ہوئی ہے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دی ہیں، آج اگر ہم ہیں تو پاکستان کی وجہ سے ہیں۔ آج اگر ہم سُکھ کا سانس لے رہے ہیں تو پاکستان کی وجہ سے ہیں۔ ایک شخص جس کو گرفتار کیا جاتا ہے اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ it was a mob mentality یہ mob کا reaction تھا۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ mob کا ایسا direct reaction کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ صرف military installations کو، ہمارے جہازوں کو، ہمارے ہوائی اڈوں کو، پھر simultaneously تمام cities میں،

بنوں میں، کوئٹہ میں، آپ کے سرگودھا میں، میانوالی میں اور راولپنڈی میں ایک ساتھ تمام installations پر حملہ ہوتا ہے۔ تو یقیناً یہ قابلِ مذمت ہے۔ اور ایک سال گزرنے کے بعد بھی اگر ہم لوگوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچاتے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس واقعے کو encourage کر رہے ہیں discourage نہیں کر رہے ہیں۔ اگر اِن لوگوں کو جو اِس واقعے کے ماسٹر مائنڈ ہیں کو سزا نہیں ملتی تو 09 مئی کے بعد اور بھی واقعات اِسی طرح اس سے سخت واقعات ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا آج ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ پورا ایوان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کو اِس وقت جن سیکیورٹی چیلنجز کا سامنا ہے، internal security threats ہیں۔ ہماری جو geo-strategic position ہے اِس وجہ سے دشمنوں سے جو خطرہ ہے، ہم سب کو چاہیے کہ 9 مئی کے واقعہ کے بعد۔۔۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: وقفہ اذان۔

(ظہر کی اذان کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

وزیر امورِ حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: ہم سب کی ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم اپنی سیکورٹی فورسز کو support کریں اُن کو back کریں۔ پھر جا کے ہم اپنے ملک سے ایسے عناصر کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ مَیں مذمت کرتا ہوں کہ اِنہوں نے اپنے political motives کیلئے باقاعدہ خطوط لکھے گئے IMF کو کہ پاکستان کو امداد نہیں دی جائے تا کہ پاکستان economical crisis کا شکار ہو۔ باقاعدہ مختلف ممالک کو خط لکھے گئے۔ تو اِس طرح فورسز کے خلاف اگر کارروائی نہیں ہوتی تو پھر ہمارے سسٹم سے جوڈیشل سسٹم سے ایک question آیا کہ ہم ایسے لوگوں کو discourage کریں۔ آپ دنیا میں مثالیں دیکھیں کہ اِس طرح کے incidents کیلئے Special Courts بنے ہیں اور اُنہوں نے بڑے limited time میں اُن لوگوں کو جو Anti-State Activities میں involve ہیں، سزائیں دی ہیں۔ تو آج اِس مشترکہ قرارداد کے ذریعے یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اُن تمام کرداروں کو ایسی عبرتناک سزا دی جائے تا کہ مستقبل میں پھر اِس طرح کے واقعات کبھی بھی رونما نہ ہوں۔ thank you Madam Speaker.

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی جناب اسفندیار کاکڑ صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ: بہت شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! 9 مئی کو پاکستان میں جو واقعات ہوئے تھے یہ پاکستان کا ایک سیاہ ترین دن ہے، اِس کو سیاہ ترین دن کہا جاتا ہے اور کہیں گے انشاءاللہ۔ کیونکہ اِس سے پہلے کبھی بھی پاکستان میں اس طرح کی کسی نے بھی ایسی حرکت نہیں کی تھی کہ اپنے ملک کو نقصان پہنچائیں۔ اپنے ملک کی املاک کو نقصان پہنچائیں۔ کچھ شرپسندوں نے تو اِتنی زیادہ توڑ پھوڑ کی، ایسے ہتھکنڈے، ایسے پروپیگنڈے کیے کہ جس

میں ہمارے ادارے، ہمارے عوام کو آپس میں بالکل لڑانے کے لیے اُنہوں نے پوری سازش تیار کی۔ جس میں میرا ذاتی یہ خیال ہے کہ اسمیں مکمل باہر کے ایسے لوگوں کا اور قوتوں کا ہاتھ ہے جو کہ ہمارے ملک کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور جنہوں نے انکو استعمال کرنا تھا انھوں نے ان کو استعمال کیا۔ میڈم اسپیکر! کوئی پہاڑوں سے ہماری افواج پر حملہ کرتا ہے ہماری ایف سی پر یا لیویز پر یا پولیس پر یا اِدھر ہی کرتا ہے، اُسی زمرے میں آتے ہیں، جیسے کہ اِن شرپسندوں نے کیا۔ اِنہوں نے ایک preplan کے تحت ہماری املاک کو نقصان پہنچایا۔ اور کمانڈر ہاؤس کو نقصان پہنچایا۔ حوصلے کی بات یہ ہے کہ افواج نے اُسی ٹائم کوئی بھی reaction نہیں دکھایا۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اپنے لوگوں کے ساتھ نرم رویہ رکھا۔ اگر اِس طرح حرکت باہر سے بارڈر پر ہوتی تو شاید اسکا شدید جواب دیا جاتا۔ 09 مئی کے جو واقعات ہوئے تھے اسکی مَیں شدید مذمت کرتا ہوں اور اس فلور پر کرتا ہوں۔ پورے پاکستان سے اور سرکار سے یہ مطالبہ کرتا ہوں اس فلور کے ذریعے کرتا ہوں کہ اس کے لیے ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں اسکے پیچھے جو بھی سرکردہ لوگ تھے جن کا بھی ہاتھ تھا جس نے بھی یہ حرکت کی ہے اُنکے نام سامنے آئیں، پورے پاکستان کے عوام کو دکھایا جائے۔ اور اِس میں جن اداروں کو بدنام کرنے کیلئے جس جس نے کوشش کی، جنہوں نے اپنے وسائل یا ہتھکنڈے کیے اُن کے نام سامنے آئیں۔ بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی جناب سنجے کمار صاحب۔

جناب سنجے کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور): بہت بہت شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! 09 مئی 2023ء ہمیشہ ہمیں اِس بات کی یہ یاد دلاتا رہے گا کہ ایک شخص اور اُس کے ٹولے نے وطنِ عزیز کے اثاثوں پر حملہ کیا۔ 09 مئی 2023ء فوج کی تنصیبات اور شہداء گاہ پر حملہ کیا گیا۔ اور یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی جس کی مَیں بلوچستان اور پورے پاکستان کی اقلیت کی طرف سے مذمت کرتا ہوں۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! ہمارے پورے پاکستان کے عوام یہ جان چکے ہیں کہ یہ جو ایک شخص اور اُسکا سیاسی ٹولہ ہمیشہ پاکستان کی، کبھی پی ٹی وی پر حملہ کرتا ہے کبھی اسمبلی پر حملہ کرتا ہے اور کبھی آزاد عدلیہ پر حملہ کرتا ہے۔ اِن کو پوری قوم اب بے نقاب کر چکی ہے اور پہنچان چکی ہے کہ یہ سیاسی ٹولہ صرف اپنے مفادات کی خاطر یہ چیزیں عمل میں لا رہا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی رحمت صاحب! آپ اِسی Topic پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ جی۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: جی جی، ایجنڈا یہی ہے، اِس سے ہٹ کے مَیں بات نہیں کروں گا شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! مَیں بحیثیت ایک سیاسی طالبعلم یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح کوئی اپنے آپ کو سیاسی نمائندہ یا سیاسی رہنما کہے قوم کا ملک کا اور اُنکی حرکتیں آپ دیکھیں تو انسان کو حیرانگی ہوتی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ 09 مئی کا جو واقعہ ہے اسمیں واقعی پورے ملک، ملک کی سیاسی قیادت، سول سوسائٹی، سنجیدہ طبقے کو اِس عمل سے انتہائی کوفت اور پریشانی ہوئی ہے بلکہ باہر کی

دنیا میں، باہر کے جتنے بھی جمہوری ممالک ہیں اُن سے بھی شرمندگی اُٹھانی پڑی ہے کہ ایک سیاسی جماعت یا گروپ جو بھی ہو، اور وہ اس طرح کی حرکت کریں جس سے اسپیشلی مَیں سمجھتا ہوں کہ 9 مئی کے واقعہ سے قومی اداروں کو نقصان پہنچانا اور ملک کے خلاف بغاوت کا علم اُٹھانا، یہ انتہائی قابل مذمت اوراس پر سوچ وبچار کی ضرورت ہے۔ دیکھیں یہ جو 09 مئی کا واقعہ ہوا ہے آج آپ دیکھیں پورے ملک میں youth کی population چالیس فیصد ہے۔ اُن کے ذہن پر کیا اثر پڑے گا۔ لیکن سیاسی جماعتیں ہر وقت انسان کو ڈسپلن اور ایک احترام سکھاتی ہیں۔ اور خاص طور پر دیکھیں ہم جن سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ہمارا فلسفہ ہے عدم تشدد۔ جو تشدد ی ذہن ہے، منفی ذہن ہے، وہ آگے آنے والی نسلوں پر جو اثرات ڈالتا ہے، وہ اثرات کبھی بھی ختم نہیں ہوسکتے۔ آج اگر ان حرکتوں کی وجہ سے بجائے کہ اس گروپ کو شرمندگی ہو۔ بلکہ وہ مختلف سوشل میڈیا کے جعلی اکاؤنٹ سے اور باہر بیٹھ کر ملک کے خلاف ملک کے اداروں کے خلاف جس انداز میں پروپیگنڈا کر رہے ہیں اور نفرت پھیلا رہے ہیں یہ چیزیں سوچنے کی باتیں ہیں۔ تو لہٰذا مَیں سمجھتا ہوں کہ 09 مئی کا دن اور شہداء کی بے حرمتی اور ان تمام لوگوں کو اُن شہداء کی ماؤں اور اُن کے والدین کو کیا وہ جواب دیں گے؟ آیا تھوڑا سا بھی احساس، تھوڑی سی بھی شرمندگی نہیں ہوئی کہ ہم ملکی اداروں کو نقصان پہنچائیں گے اور ملک کے اندر ایک منفی جو کردار ادا کریں گے اِس سے ملک کو ملک کی معیشت کو نقصان پہنچے گا۔ تو لہٰذا مَیں اس عمل کی بھرپور مذمت کرتا ہوں بلکہ مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہان اپنے تمام کارکنوں کو ملکی اداروں کا احترام اور ایک تعمیری کردار کا درس دیں۔ دیکھیں ہم سمجھتے ہیں کہ جو واقعی ایماندارانہ طور پر سیاسی ورکر ہے اُس کو role model ہونا چاہیے۔ بجائے کہ وہ سیاست کا لبادہ اوڑھ کے وہ بدمعاشی، منفی کردار، نفرت اور انسانیت دشمن اور ملک دشمن کردار ادا کریں۔ اُس کو سیاسی ورکر نہیں کہا جاتا اُس کو سیاسی پارٹی نہیں کہی جاسکتی۔ تو ہم سب کی ذمہ داری ہوگی کہ ملکی اداروں کا احترام ایک پُرامن سیاسی ماحول کی پرورش ہم سب کی ذمہ داری ہوگی۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نور محمد صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): شکریہ میڈم اسپیکر! آج 09 مئی کے حوالے سے جو قرارداد پیش ہوئی سب سے پہلے مَیں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ 09 مئی کو جو واقعہ ہوا اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ دوستوں نے یہاں بڑی اچھی اور مفصل باتیں کی ہیں۔ میڈم اسپیکر! یہ 09 مئی کا جو واقعہ جو سانحہ ہوا، وہ ایک پارٹی کی قیادت کی گرفتاری کے بعد جو کہ کسی ایک پارٹی کے کارکنوں نے اشتعالی انداز میں وہاں جو توڑ پھوڑ کی، وہاں جناح ہاؤس یا کور کمانڈر ہاؤس یا وہاں ہمارے شہداء کے جو مجسمے تھے اُن کو گرا کے اور وہاں اُن کو آگ لگا کے دنیا کو دکھایا۔ تو اُس کا تقریباً ایک سال پورا ہوا۔ آج اس اسمبلی میں ہم نے مذمتی قرارداد پیش کی۔ تو صرف یہ

اسمبلی کے فلور پر نہیں آج پورے پاکستان میں، ہر شہر میں، گلی محلوں میں تقریباً 24 کروڑ عوام اِس 09 مئی کے واقعہ کی پرُزور مذمت کرتے ہیں۔سوشل میڈیا پر آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ پورا پاکستان نکلا ہوا ہے، وہ اس وقعہ کی مذمت کرتے ہیں اور اس واقعہ کو condemn کرتے ہیں۔میڈم اسپیکر! یہ واقعہ میرے خیال میں سیاست سے بالاتر ہو کر کے بحثیت ایک پاکستانی، بحثیت ایک محبّ وطن پاکستانی میرے خیال میں ہر پاکستانی کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے پاکستانی اداروں پر جو بھی حملہ آور ہوتا ہے یا جو بھی پاکستانی شہداء کو یا پاکستان کے جو assets کو نقصان پہنچاتے ہیں تو میرے خیال میں ہر محبِّ وطن پاکستانی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اُن کے خلاف آواز اُٹھائے۔میڈم اسپیکر! 09 مئی کو جو ایک منصوبہ بنا تھا یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک سازش تھی۔ یہ کوئی اس طرح accidentally نہیں ہوا اِس کے پیچھے آپ اگر چلے جائیں اس کے لیے کم سے کم ایک منظّم پلاننگ کی گئی کہ اس طرح جو بھی گرفتاری ہو، گرفتاری کا بہانہ بنا کے ہم نے جو targeted اُن کا جو plan تھا وہ یہی تھا کہ ہم نے ان قومی تنصیبات کو ٹارگٹ کر کے نشانہ بنانا ہے اور دنیا کو یہ بتانا ہے، اِن کی جو قیمت اُنہوں نے اُٹھائی ہے، اِس قیمت کا ہم نے ازالہ دینا ہے۔مَیں تو کہتا ہوں یہ کوئی بھی پاکستانی اس طرح کی حرکت نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی paid Pakistani جو sponsored Pakistani جو بیرونی ملک سے جن کو sponsor کیا گیا ہے۔صرف یہ نہیں یہ ہر جگہ ان کی حرکات آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اِس سے پہلے بھی اسی طرح ایک ہڑتال اور اسی طرح ایک تحریک کی آڑ میں پی ٹی وی پاکستان پر بھی یہ لوگ حملہ آور ہوئے۔ وہاں انہوں نے توڑ پھوڑ کی۔ اور وہاں انہوں نے نقصان پہنچایا۔تو اِسی طرح 09 مئی کا بھی انہوں نے ایک بہانہ بنا کے، میڈم اسپیکر! مَیں کہتا ہوں سیاست سے بالاتر، ہماری کوئی پارٹی ٹارگٹ نہیں ہے۔ یہ جو لیڈر کی گرفتاری کی آڑ میں اس طرح کا جو واقعہ انہوں نے وہاں کیا۔جس طرح ہمارے دوستوں نے کہا کہ پاکستان میں صرف ایک لیڈر نہیں ہے جو گرفتار ہوا ہے۔ ہر پاکستانی کی لیڈرشپ نے جمہوریت کے لیے اور اس ملک کے لیے بے حد قربانی دی ہے۔پیپلز پارٹی کی قیادت نے جس کا یہاں ذکر ہوا یقیناً اُنکی قربانیاں بے شمار ہیں۔ اِسی طرح ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کو جلاوطن کیا گیا اور پابند سلاسل کیا گیا۔قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی گئیں۔ ہماری موجودہ وزیر اعظم صاحب کو جیل میں ڈالا گیا۔ہمارے پنجاب کی موجودہ چیف منسٹر صاحبہ کو جیل میں ڈالا گیا۔یعنی یہاں تک کے اُنکو نو سال جلاوطن کر کے رکھا گیا۔اُس کے باوجود بھی مسلم لیگ (ن) کے کسی بھی کارکن نے اس طرح کی کوئی حرکت نہیں کی۔ اِس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ لیڈر پر depend کرتا ہے۔لیڈر جب اپنے کارکنوں کو صحیح direction دیتے ہیں تو پھر کوئی کارکن جرات ہی نہیں کر سکتا۔تو ہماری قیادت نے اپنے کارکنوں کی صحیح پرورش کی۔ بلکہ ہماری قیادت کی اس طرح یعنی اِن سزاؤں کے باوجود بھی پاکستان کے کسی بھی ادارے پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔کہیں بھی پاکستانی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا۔تو اِس سے انکی محبّ الوطنی ظاہر ہوتی

ہے کہ واقعی ہماری قیادت محبِّ وطن ہے۔ اور یہ جو 09 مئی کا واقعہ ہوا اس سے بھی انداز ہوتا ہے کہ جس نے بھی کیا ہے جس کی direction پر ہوا ہے، یہ مَیں کہتا ہوں کہ ان کی سیاسی پارٹی اوران کی سیاسی قیادت کو ایک روپے کا بھی فائدہ نہیں پہنچا۔ یہ فائدہ اُن کو پہنچا ہے جو پاکستان کی دشمن قوتیں ہیں۔ اور اِنہوں نے اُنکو خوش کرنا تھا اپنی قیادت کو خوش نہیں کرنا تھا۔ اِنہوں نے ہماری ملک دشمن قوتوں کو خوش کرنا تھا وہ اس لیے کہ اِسکی آڑ میں sponsored لوگ تھے، paid worker تھے یہاں اِنہوں نے اِس واقعہ کو ایک بہانہ بنا کے ہمارے وہاں کے جتنے بھی قومی assets تھے اُنہوں نے ان کو نشانہ بنایا۔ میڈم اسپیکر! کتنی دکھ کی بات ہے کہ ہمارا جناح ہاؤس محفوظ نہیں ہے۔ کتنی دکھ کی بات ہے کہ ہمارا کور کمانڈر ہاؤس محفوظ نہیں ہے۔ اور اُن سب سے بالاتر آپ دیکھیں ہمارے Monuments، اُن شہداء کی اُنکے مجسموں کو اُدھر سے گرا کے اور جلایا۔ کیا اُنکے گھروں پر کیا گزرا ہوگا۔ یہ ہمیں کیا میسج دے رہے ہیں۔ یہ تو وہ شہداء ہیں جنہوں نے اس ملک کے خاطر اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ اوران سے ہم نے یہ سبق لینا تھا کہ ہم نے بھی ان کی زندگی کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے ہم نے بھی اسی جذبے سے اس ملک کی خدمت کرنی ہے۔ لیکن ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے ہی پاکستانی بھائی اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں۔ اُن کے گھر کی حوصلہ افزائی کی بجائے اُن کے گھروں کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ اُن کے بچوں پر کیا گزرا ہوگا کہ ہمارے والد جو اُنہوں نے اس ملک کیلئے قربانی دی ہمیں اِن کا صلہ یہ ملنا تھا؟ بڑی دکھ کی بات ہے یقیناً میڈم اسپیکر! جو کچھ بھی ہوا یہ مَیں کہتا ہوں کہ یہ ایک بیرونی سازش تھی۔ اوراس لیڈر کی گرفتاری کو بہانہ بنا کے اِس سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات ہوئے ہیں اور 09 مئی کو پھر یہ واقعہ ہوا اور یہ واقعہ بظاہر تو ایک چھوٹا سا واقعہ لگتا ہے لیکن اس کے پیچھے اگر حرکات دیکھیں یا اُنکے جو اثرات تھے کہ دنیا میں کتنے شرمندہ ہوں گے اور ہم کسطرح آنکھیں اٹھا سکیں گے دنیا کے سامنے کہ ہمارے شہداء کے مجسمے محفوظ نہیں ہیں ہمارا جناح ہاؤس محفوظ نہیں ہے بابائے قوم کی رہائش گاہ اور کور کمانڈر ہاؤس محفوظ نہیں ہیں۔ اور کس سے محفوظ نہیں ہیں اپنے ہی لوگوں سے محفوظ نہیں ہیں تو ہم کتنے کمزور ہو گئے ہیں کہ ہماری صفوں کے اندر ہی دشمن کے سو میں سے کتنے لوگ ہیں کہ وہ اس طرح حساس تنصیبات کے ارادے بھی رکھتے ہیں۔ تو یقیناً بڑی زیادتی ہوئی ہے میں اپنی فورسز کو اس موقع پر داد ضرور دیتا ہوں کہ انہوں نے صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا کہ ہماری فورسز میں یہ اِتنی وہ صلاحیت نہیں تھی کہ اُنکے ساتھ وہ اسکو crash کر کے سب کچھ کرسکتی تھیں جو دنیا کا مقابلہ کرسکتی ہیں پھر بھی انہوں نے اپنے ملک کی عوام کو سمجھا اور ساتھ ساتھ یہ سمجھا کہ یہ بظاہر جو فرنٹ مین ہے یہ جو کروا رہے ہیں یہ جو کررہے ہیں یہ لوگ نہیں ہیں اصل ان کے پیچھے کچھ اور لوگ ہیں اور جن کی ڈائریکشن پر یہ کارروائی ہورہی ہے۔ آج کی اس قرارداد کے حوالے سے میرے خیال میں ہم سب کی یہی رائے ہے اور ہمارا مطالبہ ہے کہ 09 مئی کو جو بھی ہوا وہ جو کارندے تھے جنہوں نے کیا وہ تو معافی کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن ان کے پیچھے انکوائری کرنی چاہیے کہ کس کی ڈائریکشن پر

ہوئی کس کے ایما پر ہوئی اور کیوں کی؟ اُن کو میرے خیال میں سخت سے سخت سزا دینی چاہئے۔ چاہے قانون میں اگر گنجائش نہیں، 109 میں بھٹو صاحب کو بھی سزا دی گئی۔ تو 109 میں کافی لوگ آ سکتے ہیں جن کی ایما پر جن کی مرضی پر یہ کارروائی کی گئی۔ ان کو بچنا نہیں چاہئے۔ تا کہ ان کو یہ پیغام مل جائے۔ ان لوگوں کو کہ وہ دوسروں کے کہنے پر یا دوسروں سے مال لیکر ہمارے ملک کا نقصان کر دیں۔ ہمارے ملک کی تنصیبات کو ٹارگٹ کر دیں۔ یا ہمارے ملک کی فورسز کو ٹارگٹ کرتے ہیں۔ اُن کو کم از کم تاریخ میں یہ سزا، یہ چیز لکھنی چاہیے کہ جو بھی اس طرح کی حرکات کریں یہ پھر قانون سے بچ نہیں سکتے۔ تو آج کی اس قرارداد کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ تو ہوا لیکن ان کے خلاف جنہوں نے یہ حرکت کی اُن کی تو پوری پاکستانی سوسائٹی مذمت کرتی ہے۔ اور ہم اس ایوان کی طرف سے اس قرارداد کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ اور اس واقعے کی پرزور مذمت بھی کرتے ہیں۔ اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اُن لوگوں کو جن کی ایما پر یہ کارروائی کی گئی اور یا اس کارروائی میں ملوث لوگ ہیں، اُنکے خلاف سخت سے سخت کارروائی کریں اور عدالتوں سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اُن لوگوں کو ریلیف نہیں دینا چاہیئے جنہوں نے اس ملک کی بے عزتی کی اور جنہوں نے اس ملک کی تنصیبات کو نشانہ بنایا اور جنہوں نے اس ملک کے شہداء کی بے حرمتی کی شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہ قرارداد جو پیش ہوئی ہے حقیقت میں جو واقعہ 9 مئی 2023ء کو پیش آیا، مَیں صرف مختصراً اتنا کہوں گا کہ جتنے بھی واقعات اِس قسم کے ملک میں ہوئے ہیں مختلف ادوار میں مختلف وقت میں پُرتشدد واقعات اِس ملک میں ہوتے رہتے ہیں، ہماری پارٹی نے ہمیشہ پُرتشدد واقعات کی مخالفت کی ہے، ہم باچا خان کے پیروکار ہیں اور ہمیشہ ہم نے عدم تشدد کی بنیاد پر یہاں سیاست کی ہے، اور ہمیشہ ہم نے یہ پیغام دیا ہے کہ ملک کی بقا اور سالمیت وہ عدم تشدد کے راستے پر چلتے ہوئے ہم کر سکتے ہیں، لیکن یہ جو 9 مئی کو ہوا ہے حقیقت میں جلاؤ گھیراؤ ہوا یہاں پُرتشدد واقعات ہوئے، روڈ بلاک ہوئے، لوگوں کو نقصان ہوا اداروں کو نقصان ہوا، فورسز پر حملے ہوئے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بزورِ طاقت اگر آپ کسی سسٹم کو یرغمال بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا اپنی بات جمہوریت سے ہٹ کر منانے کی کوشش کرتے ہیں کوئی بھی پارٹی ہو کوئی بھی گروہ ہو تو ہم اُس کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہاں ہمیشہ جمہوریت کے ذریعے اکثریت کے ذریعے پارلیمنٹ میں بات ہوتی ہے اور پارلیمنٹ کے ذریعے ہم یہاں اپنے مطالبات پیش کرتے ہیں اپنے حقوق کی بات کرتے ہیں اور اُس پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ لیکن اگر کسی کے پاس اکثریت کھو جاتی ہے وہ اپنی اکثریت چھوڑ جاتا ہے اور پھر وہ روڈوں پر نکلتے ہیں اور گھیراؤ جلاؤ کرتے ہیں اور املاک کو جلاتے ہیں اور فورسز پر حملے کرتے ہیں تو یہ واقعات جو ہوتے ہیں یہ سراسر آئین اور جمہوریت اور پارلیمنٹ کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور پھر قانون حرکت میں آتا ہے اور اُن لوگوں کو

سزا ملتی ہے۔لیکن ابھی تک ہم جو دیکھتے ہیں یا ہم نے جو دیکھا کہ آج تک نہ اُن مجرموں کو سزا ملی ہے جنہوں نے کیا ہے، اگر اس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور قانون سے بالاتر ہوکر وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں اور جرم مجرم کی سزا متعین نہیں ہوتی تو پھر تو ہر ایک روڈوں پر نکلے گا، ہر ایک وہ گھیراؤ جلاؤ کرے گا، ہاں یہ جمہوریت اور آئین میں ہے کہ آپ اپنا احتجاج کر سکتے ہیں آپ روڈ پر نکل کر اپنی آواز عوام تک پہنچا سکتے ہیں لیکن یہ نہیں ہے کہ آپ زبردستی کریں گے آپ گھیراؤ جلاؤ کریں گے آپ لوگوں کو قتل کریں گے آپ آگ لگائیں گے، یہ نہیں ہے آپ احتجاج کر سکتے ہیں۔روڈوں پر ابھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن پُر امن احتجاج ہونا چاہیے، ظلم کے ذریعے یا طاقت کے ذریعے کسی کو یرغمال بنانا کسی سے اپنی بات منوانا یہ آئین اور جمہوریت کے خلاف ہیں تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ قرارداد کی اہمیت ہے قرارداد ہمارے دوستوں نے پیش کی ہے یہاں جو بھی ہوا ہے اُس پر عملدرآمد اس طرح ہونا چاہیے کہ جس نے زیادتی کی ہے جو بھی ہوا کوئی قانون اور آئین سے بالاتر نہیں ہے یہاں ملک میں ہر ایک اِس پارلیمنٹ اور اس آئین کے تحت اپنی زندگی گزارتے ہیں اور یہ پیغام ہم ہمیشہ دیتے ہیں ہم نے یہاں بات کی ہے کہ ہم اپنے حقوق کی بات پارلیمنٹ کے ذریعے، جمہوریت کے ذریعے بالکل احتجاج کر سکتے ہیں لیکن پُرامن احتجاج جس نے بھی یہ پُرتشدد واقعات کیئے جس میں جو بھی involve ہیں اُس کو سزا بھی ملنی چاہیے اور آئندہ اس طرح کے واقعات کی روک تھام ہونی چاہیے۔شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی مہربانی۔میر صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: 09 مئی کے حوالے سے جو مشترکہ مذمتی قرارداد ہے مَیں اِس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں، میڈم اسپیکر! جیسے میرے colleagues نے بات کی ،مَیں اِس کو سیاہ دن کے حوالے سے یاد کروں گا کہ جس طرح جناح ہاؤس،کور کمانڈر ہاؤس کو جلایا گیا، جس طرح ہمارے شہداء کے یادگار کی بے حرمتی کی گئی اور جس طرح وہ جہاز جو ہمارے دشمن ملک میں فتوحات یا کامیابی اپنے ٹارگٹس achieve کرکے sample کے طور پر اُن کو جلایا گیا، انتہائی افسوس کے ساتھ میڈم اسپیکر! شاید کوئی اُسے پارٹی کہے مَیں اِس کو فتنہ پارٹی کے نام سے کہوں گا مجھے یاد ہے میڈم اسپیکر! جب 2013ء میں ہم اِسی اسمبلی کے ممبر تھے تو 2014ء میں چائنا کے President گوادر CPEC کے حوالے سے اربوں ڈالر کا معاہدہ پاکستان کے ساتھ کرنے جارہے تھے اور اِسی دہشتگرد پارٹی کے سربراہ نے D چوک پر ایک تماشا لگائے رکھا، اپنے بیرونی جو اِس کے آقا ہیں یا جو بیرونی پاکستان کے دشمن ملک ہیں اُن کو باقاعدہ طور پر فنڈنگ کرتے ہیں اُس میں کوئی تقریباً اپنے ناچ گانے 129 یا 126 دن کا اِس نے دھرنا لگائے رکھا صرف اور صرف اِس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان جو آگے جارہا ہے یا چائنا کا President، CPEC کے حوالے سے اربوں ڈالر کے جو معاہدے ہمارے ساتھ کرنا چاہتا تھا یہ 14-2013ء سے میڈم اسپیکر! دہشتگرد پارٹی میں کہوں گا صرف میرے colleagues نے جو

مشترکہ قرارداد پیش کی ہے میڈم اسپیکر! behalf of you آپ کے behalf سے مَیں request کروں گا اپنے ساتھیوں سے کہ اِس دہشتگرد پارٹی، اس قرارداد میں یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس دہشتگرد پارٹی پر پابندی لگنی چاہیے تھی تا کہ پاکستان کے عوام یا جمہوری جو ہم ملک کہتے ہیں پاکستان کو یہاں لوگ سُکھ کا سانس لے سکیں۔ جس دن سے میڈم اسپیکر! اِس کو launched کیا گیا ہے یا imported کہوں گا اِس کو باہر سے import کیا گیا ہے، میڈم اسپیکر! سیاست اور کھیل میں بہت فرق ہے۔ ایک مداری کو ایک گراؤنڈ کے، اگر آپ پاکستان کی سیاست اُس کے حوالے کر دیں تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک انتہائی اہم عہدے پر رہنے کے باوجود اُس نے، اور افسوس سب سے زیادہ یہ ہے کہ ابھی تک کہتا ہے کہ معافی کس چیز کی مانگوں۔ ابھی تک میڈم اسپیکر! جب بات کی جاتی ہے تو رات کو مَیں news دیکھ رہا تھا تو news میں یہ باقاعدہ طور پر کہتا ہے کہ مَیں معافی کس چیز کی مانگوں۔ ابھی تک یہ اپنے آپ کو مجرم نہیں سمجھتا، یہ کہتا ہے کہ مَیں تو نہیں ہوں۔ تو میڈم! ایک منصوبے کے تحت اور اپنے بیرونی آقا جو اس کے بیٹھے ہیں صرف اور صرف اگر foriegn funding case اگر کھولا جائے اُس میں میرے خیال میں سارے پاکستان کے جو دشمن ملک ہیں جن کو ہم دشمن سمجھتے ہیں کہ ازلی دشمن ہیں میڈم اسپیکر! اُن countries نے اِس کو support کیا اور foriegn funding case ابھی تک open نہیں ہے۔ پھر بھی سینہ تان کر کہتا ہے کہ مَیں کس چیز کی معافی مانگوں۔ اگر اِس میں amendment کی جاسکتی ہے اگر ہوسکتی ہے میڈم اسپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اِس پر باقاعدہ طور پر مشترکہ قرارداد پیش کی گئی جو 09 مئی کے حوالے سے جو سیاہ دن مَیں نے کہا کم ازکم اِس میں یہ amendment کی جائے کہ اِس پارٹی پر پابندی لگائی جائے، تا کہ پاکستان کے لوگ سُکھ کا سانس لے سکیں۔ میڈم اسپیکر! جب سے اِس دہشتگرد پارٹی نے 2018ء سے جب اِنہوں نے پاکستان کی بھاگ ڈور سمبھالی آپ یقین کریں اُس دن سے اِنہوں نے پاکستان کی خیر نہیں چاہی۔ اِنہوں نے کوشش کی کہ پاکستان کو کس طرح ہم پیچھے دھکیلیں آیا ہم پاکستان کو کس طرح distrurb رکھیں تو افواج پاکستان کی یا ہمارے شہداء کی یادگار کی جیسے میرے ساتھیوں نے کہا کہ اُن کے مجسمے کو گرایا گیا اُن کو توڑا گیا اور کس بے دردی سے جلایا گیا مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 47ء سے جو دشمن نے نہیں کیا وہ اِسی فتنہ پارٹی نے اِسی فسادی نے اِسی باہر کے ایجنٹ نے۔ تو مَیں میڈم اسپیکر! یہ گزارش کرتا ہوں شاید میرے ساتھی بھی بات کرنا چاہتے ہیں نماز کا ٹائم ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اِس پارٹی پر پابندی لگائی جائے۔ آئندہ کم ازکم جمہوری جو ہماری روایات ہیں جیسے ہمارے پاکستان میں آل پارٹیز ہیں کسی پارٹی نے یہ نہیں سوچا، کم ازکم جب اِس پر پابندی لگائی جائے گی تو مَیں سمجھتا ہوں کہ آئندہ پاکستان کے خلاف اِس طرح کرنے کی کسی کو جرات ہی نہیں ہوگی۔ Thank you

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you جی۔ یہ آپ۔

جناب زرین خان مگسی: میڈم اسپیکر صاحبہ! 09 مئی2023 ایک بڑا دکھ بھرااور دل کو خراب کرنے والا incidentہوا ، اِس میں سب کو پتہ ہے what exactly happened, state Institutions کے buildings،Monuments،Propertyپر بے حرمتی بے عزتی اور vandalism, clear cut کیا گیا دیکھیں جی یہ چیزیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں اورمَیں security forces کو لام پیش کرتا ہوں اُس دن جوموجود تھے they had full authority to react and take matters under their control مگراُنھوں نے صبر دکھایا۔اُن کومَیں سلام پیش کرتا ہوں ایک بڑاواقعہ تھا اُس سے بڑھ کرfatalities یا کسی کونقصان نہیں پہنچا۔تو اُس کے ساتھ مَیں یہ کہنا چا رہا تھا کہ جو واقعہ ہوا ایک سال گزر گیا جی ہم اس کی پُر جوش اور بھر پور طریقے سے مذمت کرتے ہیں اور یہ میرے خیال سے across the board ہوگا۔ there is nothing to do with parties۔ساری پارٹیز agreed کریں گی اِس پر کہ violence is not the way violence begets more violenceاگر writ of law question کریں گے پھرمَیں سمجھتا ہوں اُس کی fullسزا بھی ملنی چاہیے۔تو یہ جولوگ جنہوں نے09 مئیorchestrate کیا یہ ابھی تک جی بڑے فخر سے کہتے ہیں تسلیم کرتے ہیں ابھی تک guiltیا remorse show نہیں کیا یہ نہیں کہا کہ جی ہم معذرت خواہ ہیں۔آج بھی بیان آیاI dont owe an apology to anyoneاب میں جی حیران ہوں کہ جوstate leadersہیں ایک بڑی پارٹی کے leaderہیں ہم اُن پر اُمید رکھتے ہیں یہ جوmentalityہے اُوپر سے نیچے جو آتی ہے وہ ایک امن پسند اِنسان دوست اور ایک محبّ وطن کی mentality اورسوچ آنی چاہیے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو ہمارےleader بیٹھے ہوئے ہیں اُنہوں نے یہ mentality کے اُوپر نا کام کیا اور اُلٹا جی یہ mentality inforce کیا کہ violence and vandalism, breaking property is the way to goہم جی، اِس پر اِتفاق نہیں کرتےthat is not over way now and laterاور یہ ساری parties میرے خیال سے اِس پر agree کرتی ہیں ۔مَیں سمجھتا ہوں کہ اچھا یہ سوال میں اُٹھانا چا رہا تھا کہ یہ spontaneous reaction نہیں تھا جی اسپیکر صاحبہ! یہ ایکpreplan conspiracy تھی یہ preplanسازش تھی اورtargetedتھا, یہ targeted ٹھیک ہے اُنہوں نے کیا۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیاسی فائدہ ملا اُن کو؟ اُن کا کوئی جوڑ ہوا؟ اُن کے معاملات ٹھیک ہوئے؟ I think the answer to all of that is no۔تو مَیں سمجھتا ہوں جو اُنہوں نے کیاit was completely uncalled forاوراُن کا جو political moveتھا وہ بڑاillogicalاور فائدہ اُس سے نہیں ہوا۔تو ہم جی اِس پر یہ کہنا چارہے تھے جی

we agree on this قرارداد whole heartedly۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی۔Thank you

جناب زرین خان مگسی: اِس کے اُوپر جی ہم، جن لوگوں نے، جو لوگ involve تھے اُن کو سزا ملنی چاہیے، جو پتہ چلے کہ جی state institutions چاہے کوئی بھی ہو اُن کے اُوپر جی تشدد اُن کے اُوپر vandalism، اُن کے اُوپر بے حرمتی will not be tolerated۔تو یہ جی مختصر کہنا تھا آپ کو Thank you جی۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: Thank you so much۔جی تھوڑا سا مختصر کردیں اِن کے اُوپر۔جی۔

سید ظفر علی آغا: 09 مئی کے واقعہ پر جو آج قرارداد پیش ہوئی ہے مَیں اپنی جماعت کی طرف سے اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔میڈم اسپیکر! آج بھی دو تین باتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں آج بھی لوگ اُن کو leader کہتے ہیں مگر آج بھی وہ جیل میں بیٹھا ہوا، بدر منیر کا ایک dialogue ہر وقت بولتا رہتا ہے اُس کو کوئی شرمندگی نہیں ہے اِس کے واقعے کے اُوپر، اور جو نقصان پاکستان میں ہمارے افواج اور جناح ہاؤس، کور کمانڈر ہاؤس، اور جو ہمارے historical جیسے جگہیں تھیں اُن کو آگ لگائیں۔آج اِس ایوان سے ایک loud and clear message گیا ہے کہ 09 مئی کا واقعہ ہم اُس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ demand بھی رکھتے ہیں کہ جب تک صحیح معنوں میں یہ معافی نامہ نہ لکھیں اور قوم کے سامنے اپنا ایک بیان جاری نہ کریں اِس کو، اِس پارٹی کو بالکل آنے والے elections میں کوئی سیاسی اِس کا role نہیں ہونا چاہیے ہماری ایک demand بھی ہے۔دوسری بات میڈم اسپیکر! کیونکہ وقت کم ہے، نماز کا ٹائم ہے۔

میڈم ڈپٹی اسپیکر: جی آپ کا point آگیا ہے جی۔Thank you sir

سید ظفر علی آغا: یہاں باہر سے لوگ آئے ہوئے ہیں ایک احتجاج چل رہا ہے وہ احتجاج زمیندار ایکشن کمیٹی کا ہے جو پشین سے، ژوب سے، خضدار سے، بلوچستان کے طول و عرض سے لوگ آئے ہوئے ہیں میں CM صاحب کو۔Point of order پر اگر یہ لے لیں تو یہ بہتر ہے۔

(اِس مرحلے میں جناب اسپیکر نے اجلاس کی صدارت سنبھالی)

سید ظفر علی آغا: کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہاں ہم چلے جائیں اور جناب اسپیکر! اِن لوگوں سے بات کی جائے۔

جناب اسپیکر: یہ قرارداد پاس ہونے دیں پھر اِس کے بعد زمینداروں کے مسئلے پر آتے ہیں۔

سید ظفر علی آغا: بات میں نے اُسی پر کرلی ہے جناب اسپیکر! یہ بھی point of order پر رکھنا تھا۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اب یہ قرارداد کے دوران مہربانی۔پلیز اِسی موضوع پر؟

جناب سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات وورکس، منصوبہ بندی اور ہاؤسنگ): بہت بہت شکریہ۔ 09 مئی 2023ء کا جو واقعہ گزرا آج بھی وہ اُسی طرح تازہ ہے Blackday ہے جو بھی جتنا سخت نام دے سکتے ہیں دینا چاہیے۔ یہ جو قرارداد آج پیش کی جارہی ہے اس قرارداد کے حوالے سے مَیں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ آج یہ پورا ایوان اِس پر ایک page پر ہے جو 09 مئی 2023ء کا واقعہ گزرا۔ جس طرح دستگیر صاحب! نے کہا کہ اس پارٹی کو دہشتگرد کا نام بھی دینا چاہیے بالکل دورائے نہیں ہیں بالکل دینا چاہیے جو اُنہوں نے یہ حالات اور واقعات، ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اِس ملک اور اِس ملک کے اِداروں کے خلاف منصوبہ بندی کی اور پوری دُنیا میں اُن کی یہ کوشش تھی اُس دن اِس طرح کا ماحول پیدا کیا گیا ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہ ہمارے سیکورٹی اِدارے اور عوام کے درمیان ایک تصادم ہو۔ لیکن مَیں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں سیکورٹی اِداروں کو کہ اُنہوں نے ایک passion کے ساتھ ایک بڑی حکمت عملی کے ساتھ اِس 09 مئی کا جو process گزرا جو زیادتی ہوئی جو املاک کو نقصان پہنچا، جو اِس ملک کو نقصان پہنچا اور اُس دن ہمارے شہداء کے، جن کی بڑی قربانیاں ہیں اِس ملک کے لیے اُن کے یادگاروں کو جس طرح نقصان دیا گیا مقصد اُن کا یہ تھا کہ اِدارے اشتعال میں آئیں اور وہ اِس طرح کا react کریں کہ دُنیا کو بتایا جائے کہ اِس ملک میں یہ اِدارہ عوام کے ساتھ اِس طرح بھی کرتے ہیں۔ اِن کی یہ خواہش تھی، کوشش تھی، جو اللہ پاک نے ناکام کیا اداروں نے بڑے ہی تحمل اور بڑے صبر کے ساتھ اُس دن اِن سارے معاملات کو کنٹرول کیا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! یہ جو زیادتی ہوئی اُن شہداء کے یادگاروں کے ساتھ کبھی ہم نے سوچا کہ اُن شہیدوں کے جو بچے، والدین، اُن کی مائیں، بیویاں، کس کرب سے گزری ہونگی؟ کس تکلیف میں گزری ہونگی؟ کہ اُن کی آنکھوں کے سامنے اُن کے نوجوانوں نے ہمارے آفیسروں نے ہمارے سپاہیوں نے، جو اِس ملک کی خاطر قربانی دی اور اُن کے ساتھ چند لوگوں نے منصوبہ بنا کر یہ عمل کیا اِس ملک کو نقصان پہنچانے کے لیے صرف کیوں کہ ایک اقتدار چلی گئی۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اقتدار بھی اُن کی نالائقی کی وجہ سے گئی، اگر پچھلے ادوار کا ریکارڈ آپ اُٹھا کر دیکھ لیں یہ ملک ہر حوالے سے پیچھے گیا، ہر حوالے سے معیشت تباہ ہوئی law and order تباہ ہوا، ہر حوالے سے اُنہوں نے اِس ملک کو نہیں سنبھال سکا اور ایک سیاسی عمل کے تحت جمہوری عمل کے تحت وہ سارا process ہوا۔ ایک جمہوری عمل کے تحت وہ اُن کی ہار ہوئی اور اُن کے ہار کے بعد مسلم لیگ (ن) اور اس وقت کے جو جتنے بھی coalition کی پارٹیز تھیں اُنہوں نے آکر اِس ملک کو سنبھالا حالانکہ تباہ حال معیشت تھی لیکن اِس ملک کی خاطر اُنہوں نے قربانی دی اُن کو پتہ تھا کہ اِس وقت حکومت سنبھالنے کا مقصد اور مطلب صرف اور صرف بدنامی ہے کیونکہ اُس دورِ حکومت میں ہر چیز اُنہوں نے تباہ کر دی تھی۔ ہر ادارے ہر لحاظ سے تباہ ہو چکا تھا۔ بہر حال اِس میں پوری اسمبلی نے بڑی تفصیل سے بات کی مَیں اِس قرارداد کے حوالے سے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جو بھی main

characters تھے اُن کو سامنے لایا جائے چاہے جس لیول کے ہوں چاہے چھوٹے لیول کے ہوں یا بڑے لیول کے جو بھی character تھا اور اُن کو قانون کے مطابق سزائیں دیتے ہوئے تاحیات سیاست سے اُن کے اُوپر پابندی لگا دینی چاہیے۔ کیونکہ اُنہوں نے اِس ملک اور اس کے اِداروں کے ساتھ ایک بہت بڑا کھیل کھیلنے کی کوشش کی۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ اِس amendment کے ساتھ یہ دو چار الفاظ بھی شامل کیے جائیں اور اِس قرارداد کی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ آیا مشترکہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر! مَیں کچھ add کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

قائد ایوان: اگر آپ اجازت دیں؟

قائد ایوان: جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں۔ before coming to this resolution. جناب اسپیکر! آج جو گوادر میں ایک incident ہوا، جس میں مظلوم پاکستانیوں کو جس بیدردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ ہمارے بلوچ، پشتون اور بلوچستان کی جو روایات ہیں اُن روایات کو اگر آپ سامنے رکھیں، یہ ہمارے مہمان ہیں، یہ ہمارے ہاں باہوٹ ہیں، ہمارے ہمسایہ ہیں اور اُن ہمسایوں کو اس بیدردی کے ساتھ target killing کر کے شہید کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ایوان بلوچستان کا ایک ایک فرد اُس کی ناں صرف مذمت کرتا ہے بلکہ دہشتگردوں کو condemn کرتے ہوں کہ وہ اپنی اس گھناؤنی حرکتوں سے، ناں تو یہ جو ہمارا resolve ہے دہشتگردی کے خلاف جو جنگ ہے ناں اُس میں کمی کر سکتے ہیں اور اس طرح کی حرکتیں کر کے مزید یہ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ ہم اِن قوتوں کے ساتھ آئینی ہاتھوں سے نمٹیں اور جو ہم نمٹیں گے، یہ معصوم شہداء کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ جناب اسپیکر! اس قرارداد پر آتے ہوئے صرف ایک چھوٹی سی change میں چاہتا ہوں اس کی پہلی لائن میں یہ جو لکھا ہوا ہے کوئی ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ کی گرفتاری پر اُن کے نام نہاد، یہ نام نہاد word کو کاٹ دیں۔ یہ سربراہ اور اُن کے کارکن، یہ نام نہاد کا word یہاں ٹھیک نہیں ہے۔ اِس کو کاٹنے کے بعد دیکھیں جناب اسپیکر! پاکستان کے خلاف پچھلے کئی دہائیوں میں ہر قسم کی سازش کی گئی۔ کبھی پاکستان کو ethnic divisions کے ساتھ ethnic fault lines کے ساتھ دھکیلا گیا۔ کبھی پاکستان پر اسلام کے نام پر جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، جنگ مسلط کی گئی۔ کبھی پاکستان میں جتنی بھی proxies تھیں، پاکستان کے خلاف لڑی گئیں۔ اللہ تعالی نے پاکستان کو ہمیشہ اور پاکستان کے لوگوں کو سرخرو کیا کہ جتنے بھی اس طرح کے attacks آئے اُن کو روکا گیا اور اُن کو ناکام کیا گیا۔ اور اُس ناکامی کی جو سب سے بنیادی وجہ تھی، وہ تھی پاکستان کی

فوج اور پاکستان کے عوام، اُن کے درمیان ہم آہنگی، اُن کے درمیان بھائی چارہ اور اُن کے درمیان میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنگیں فوجیں نہیں لڑتیں، قومیں لڑتی ہیں۔ اور اُس کا مقصد ہی یہی تھا کہ جو پاکستان کی فوج ہے وہ جو تھی nucleus تھی اس پورے پاکستان کو strengthn کرنے کے لیے۔ 9th مئی کو کیا گیا؟ بڑا ایک planned اور organized طریقے سے پاکستان کی فوج کو، خدانخواستہ پاکستان کے لوگوں کے ساتھ نہ صرف لڑانے کی سازش کی گئی بلکہ لوگوں کو اُکسایا گیا۔ اور اس کے لیے پورے چھ سات مہینے ایک organized قسم کا پلان کر کے پاکستان کی فوج کے installations پر حملہ کیا گیا۔ گو کہ وہ حملہ جس مقصد کے لیے تھا اُس کو کچھ عرصے بعد ہی چترال کے لوگوں نے ناکام بنایا کہ جب افغانستان کی طرف سے پاکستان پر حملہ ہوا تو civilians نے جس طرح پاکستانی فوج کی مدد کی، رسد پہنچایا، میں سمجھتا ہوں وہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ پاکستان کی فوج عوام کی فوج ہے اور پاکستان کی فوج جو طاقت اور جو strength drive کرتی ہے وہ پاکستان کے عوام سے کرتی ہے۔ تو یہ جو ایک حملہ کیا گیا تھا یہ اُس سازش کا حصہ تھا۔ اب اُس کے بعد کیا ہوا جناب اسپیکر! وہ حملہ تو ہو گیا۔ حملے کے بعد دو لوگوں نے accountability کرنی تھی۔ ایک سائیڈ civilian تھی ایک judiciary کی سائیڈ تھی کہ جنہوں نے اُن لوگوں کو سزائیں دینی تھیں۔ اور ایک سائیڈ military کی تھی۔ military نے تو اپنی accountability، ہمارے سامنے ہے کہ جو کور کمانڈر لاہور اور پھر جو لوگ اُس میں، جن جن لوگوں نے جو اُس میں negligence تھے اُن سب کو سزائیں دیں اور اُن کو فارغ کر دیا گیا۔ آیا ہم نے کیا کیا؟ کیا State کے باقی pillars نے کیا کیا؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں as a statesman سوچنا پڑے گا، آج جس طریقے سے بلوچستان کی اسمبلی میں consensus میں نے دیکھا ہے اِس issue پر، یہ یقیناً میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو sentiments ہیں یہ عوام کا نمائندہ ہال ہے، اِس August Hall سے جو message جا رہا ہے آج پاکستان میں، یہی message required ہے کہ آج ہم اپنی افواجِ پاکستان کے ساتھ کھڑے ہیں۔ 9th مئی کا واقعہ پاکستان کو خدانخواستہ کمزور کرنے کی منظم سازش ہے۔ ایک چیز اور ہے جناب اسپیکر! بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ یہ mob mentality تھی، یہ reaction تھا۔ جناب اسپیکر! یہ reaction جو ہے mob mentality جو تھی اس سے پاکستان کی تاریخ بھری پڑی ہوئی ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں بہت سارے ایسے سیاسی زعماء گزرے ہیں جن کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ جن کو جلوسوں میں بم دھاکوں سے شہید کیا گیا۔ جیسے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا واقعہ تھا۔ لیڈر شپ کا کیا رول تھا؟ لیڈر شپ کا رول تھا کہ صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب نے کیا کہا، ''پاکستان کھپے'' میں خود اُس کا گواہ ہوں میں لاڑکانہ میں اُس دن موجود تھا میرے ساتھ اور بھی بہت سارے لوگ موجود تھے وہاں۔ پورا mob کہہ رہا تھا پاکستان نہ کھپے، وہ بھی پاکستان توڑنے کی ایک سازش

تھی کہ جو چاروں صوبوں کی زنجیر تھی، بے نظیر، جس طریقے سے اس کو شہید کیا گیا اور راولپنڈی کو چنا گیا اُس کو شہید کرنے کے لیے، جہاں سے ایک لاش پہلے آچکی تھی سندھ میں۔تو اُس وقت ہماری لیڈرشپ نے ''پاکستان کھپے'' کا نعرہ لگایا۔اور پھر جناب بلاول بھٹو صاحب نے جو کہا کہ democracy is the best revenge یہ ہوتی ہے لیڈرشپ۔جبکہ اس کیس میں اگر آپ دیکھیں 9th مئی کو اگر جو عمران خان گرفتار ہوا تھا۔گرفتاری کے بعد جب اُس کو لایا گیا یا گرفتاری کے وقت اُس کو رکھا گیا، یہ بھی تاریخ میں کہیں نہیں ہوا کہ ایک سپریم کورٹ جو ہے وہ کہے آئی جی پولیس کو کہ جاؤ اُس ملزم کو ریسٹ ہاؤس میں رکھو۔جاؤ اسکو Mercedes-Benz میں لے کر آؤ۔اور پھر Nice to, meet you جیسے الفاظ وہ ایک ملزم کے لیے کہہ جائیں۔تو یہ ساری چیزیں اور اُس کے بعد پھر کیا ہوا۔جب اُن کے وکلاء اُن سے ملنے گئے جناب اسپیکر۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ Statesman یا لیڈر کا اگر کردار نہیں تھا، یہ mob mentality تھی تو وہ اس واقعے کی مذمت کرتے۔جبکہ آج بھی ٹی وی سکرین سب چیزوں کی گواہ ہے کہ وہ وکیل جب وہاں سے واپس آئے تو کارکنوں کے لیے پیغام تھا کہ ڈٹے رہو، ڈٹے رہو اِن installations پر حملہ کرو۔کرنل شیر خان شہید کے مجسمے کو جس نے تاریخ رقم کی، ہندوستان ہمارا دشمن ملک جس کے ساتھ لڑائی ہوئی، وہ اُس نے تعریف کر کے بھیجا gallantry award کے لیے recommend کیا کرنل شیر خان شہید کو۔اور ہم نے کیا کیا کہ ہم نے اُس کا مجسمہ گرایا۔جی ایچ کیو پہ ان لوگوں نے حملہ کیا۔تو اُس کا جو جواب آیا وہ یہ تھا کہ ڈٹے رہو۔تو that means کہ it was plan اور یہ جو political violence ہے یہ اس سے پہلے پاکستان میں کہیں پر نہیں دیکھی گئی۔ یہ organised جو political violence میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ political جماعت نہیں بلکہ ایک جتھا ہے۔اُس جتھے نے پاکستان کی ریاست پہ حملہ آور ہونے کی کوشش کی ہے۔آج جس طریقے سے یہاں consensus دیکھا گیا ہے میں اس کو appreciate کرنے کے بعد اس 9th مئی کے جتنے واقعات ہیں اُن کو condemn کرتا ہوں۔اور فیڈرل گورنمنٹ سے یا اپیل کرتا ہوں کہ جتنے بھی culprits ہیں اُن کو سزائیں دی جائیں اور جب ہمارا constitution کہتا ہے جناب اسپیکر! کہ جب military پر attack ہوگا تو اُس کا response ملٹری ہی دے گی۔ملٹری کورٹس ہی اس کا solution ہیں۔اس کا solution سول کورٹس نہیں ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن لوگوں کو قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔اور اس قرارداد کو متفقہ قرارداد بنا کے جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اُن سب کا نام اُس میں ڈالا جائے۔اور بلوچستان سے یہ پیغام جائے باقی پاکستان میں کہ بلوچستان کے لوگ افواجِ پاکستان کے ساتھ کھڑے ہیں۔شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جناب۔آیا متفقہ مذمتی قرارداد منظور کی جائے؟ متفقہ مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔میر

یونس عزیز زہری قائد حزب اختلاف، میر زابدعلی ریکی اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 7 پیش کریں۔

حاجی زابدعلی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب اسپیکر: اچھا زابد بھائی! ایک چھوٹی سی گزارش ہے، ویسے normally rules کے اندر ہوتا یہ ہے کہ اجلاس مسلسل تین گھنٹے تک اِن کا دورانیہ ہوتا ہے۔تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ اس قرارداد کو Next day کے لیے ڈیفر کریں تو کیسا رہے گا؟ جی؟ چلیں چلیں بسم اللہ کریں۔

حاجی زابدعلی ریکی: مشترکہ قرارداد نمبر 7 ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ کہ مورخہ تین مئی 2024 بروز جمعہ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے صوبائی نائب امیر اور خضدار پریس کلب کے صدر مولانا محمد صدیق مینگل اپنے گھر سے جمعہ نماز پڑھنے اپنی مسجد جارہے تھے کہ خضدار کی مین شاہراہ پر مقناطیسی بم سے حملہ کیا گیا۔جس کے نتیجے میں مولانا محمد صدیق مینگل موقع پر شہید ہوئے۔جبکہ دوراہگیر محمد کریم اور محمد وارث جو دونوں بھائی تھے شدید زخمی ہوئے جو بعد میں زخمیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگئے۔بدقسمتی سے یہ واقعہ اس دن پیش ہے جب پوری دنیا میں یوم آزادی صحافت منایا جارہا تھا۔لیکن اس دن ایک صحافی عالم دین جو کہ انتہائی شریف النفس انسان تھے،کوشہید کرنا ایک ظالمانہ عمل ہے۔اوراس کے علاوہ جمعیت علماءاسلام کے سینئر اور جید علماء کرام نشانہ بناکر شہید کرنا ایک سوچی سمجھی سازش اور ناروا عمل ہے۔اوراس قسم کے واقعات سے علاقے کے لوگوں میں سخت تشویش پائی جاتی ہے۔لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مولانا محمد صدیق مینگل اوران کے ساتھی شہید ہونے والے دوراہگیروں کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرکے انہیں قرارواقعی سزادی جائے۔نیز حکومت شہداء کے لواحقین کی مالی مدد کرنے کو یقینی بنائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 7 پیش ہوئی۔کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 7 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! زابد صاحب نے جو قرارداد پیش کی اس میں ایک ہمارے عالم دین اور پریس کلب خضدار کے صدر مولانا محمد صدیق مینگل صاحب، جو ہمارے لیے پورے ملک کے لیے بلکہ ہمارے خضدار کے لیے ایک اثاثہ تھے کیونکہ اُنہوں نے دین اور دنیاوی تعلیم میں بھی نام کمایا تھااور وہ ایک قلم کار بھی تھے اور صحافت کے میدان میں بھی اُن کا بڑا کردار تھا۔وہ کئی دفعہ پریس کلب خضدار کے جنرل سیکرٹری اور چیئرمین کے ساتھ ساتھ ابھی تو پریس کلب کے موجودہ صدر بھی تھے۔تو اُن کو جس بیدردی سے شہید کیا گیا مجھے افسوس ان باتوں پر ہورہا ہے کہ ہمارے جو صحافی تھے یا ہماری جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر بھی تھے اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں وہ خطیب بھی تھے اور جمعہ کی نماز پڑھانے وہ جارہے تھے جہاں ان پہ بم سے حملہ کرکے ان کو شہید کیا گیا افسوس یہ ہے کہ جب ان پہ

حملہ ہو گیا اور ان کی dead body ہاسپٹل میں پڑی ہوئی تھی تو سی سی ٹی وی کیمرے پر اُن کے قاتل کی تصویر کو شائع کیا گیا۔ تو سی سی ٹی وی جو کیمرہ تھا، وہ وہاں سی سی آر کا ایک سینٹر بنا ہوا ہے اور وہیں سے آدھے گھنٹے کے اندر اندر سی سی ٹی وی کے جو فوٹیجز تھے اس سے ہمیں یہ لگتا ہے کہ جو قاتل تھا اس کو ریلیف مل گیا اُس کی جب فوٹو سی سی ٹی وی پر شائع ہو گئی اور قاتل بھاگ کے اپنے آپ کو کہیں روپوش کر دیا۔ تو میری گزارش سی ایم صاحب سے یہی ہے کہ وہ اس کی انکوائری کروائیں کہ آیا یہ فوٹو، سی سی ٹی وی فوٹو، فٹیجز یہ کیوں شائع کیا گیا فوری طور پہ اس کا، ان کا مقصد کیا تھا سی ایم صاحب سے یہی گزارش ہماری ہو گی کہ وہ اس کی انکوائری کروائیں کہ آدھے گھنٹے، جب تک dead body گھر تک نہیں پہنچی ہے اور سی سی ٹی وی پوری دنیا کو مل گیا اور ظاہر ہے اُس قاتل کو اور بھی relieve مل گیا وہ اپنے آپ کو چھپانے میں اور مزید اپنے آپ کو انڈر گراؤنڈ کرنے میں اس کو مدد مل گئی۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ سی ایم صاحب اس پہ انکوائری کر دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں آج آپ کے توسط سے سی ایم صاحب تشریف فرما ہیں میں یہی کہنا چاہوں گا کہ ان کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر لیں جتنی جلدی ہو سکے۔ تاکہ ہماری جماعت کو ہمارے خضدار ضلع کو ہمارے لوگوں کو یہ ریلیف دے دیں تاکہ مزید اس پر کوئی بات نہ ہو سکے اور مزید خضدار میں اس طرح کے واقعات کی روک تھام ہو۔ کیونکہ بخدا میں اس دن خضدار جب پہنچا ان کے جنازے میں اور لوگوں میں جو خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا کہ چلتے مین روڈ کے اوپر اس طرح کے دھماکے ہو رہے ہیں اور لوگ اپنے گھروں میں بھی محفوظ نہیں ہیں لوگ اپنی دکانوں میں بھی محفوظ نہیں ہیں، لوگ روڈ پر بھی محفوظ نہیں ہیں میری سی ایم صاحب سے گزارش یہ بھی کیونکہ کہ جتنی جلدی ہو سکے اس پر آپ نے فوری طور پہ عملدر آمد کر کے قاتلوں کی گرفتاری پہ توجہ دی جائے اور انتظامیہ سے یہی گزارش ہے کہ فوری طور پہ اس پہ عملدر آمد ہو اور دوسری بات یہ ہے کہ میں سی ایم صاحب سے یہی گزارش کروں گا ایک دو منٹ اور لے لوں گا کہ جو ہمارے بندشہید ہو گئے ہیں جس میں دوراہگیر شہید ہو گئے دونوں بھائی ہیں اور اپنے گھر میں کمانے والے بندے یہی تھے۔ اور ہمارے جو مولانا صاحب تھے اُس کے 12 بچے ہیں اور کمانے والا یہی ایک بندہ تھا۔ سی ایم صاحب سے ہماری یہی گزارش ہو گی کہ فوری طور پہ ان کی مالی مدد کا اعلان کریں اور ان کو مالی مدد فوری طور پہ پہنچائے تاکہ ان کے گھر والوں کو کسی نہ کسی حد تک ریلیف مل سکے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں باور کرایا جائے کہ ان کے قاتلوں کی گرفتاری پہ ہمیں کیا حوصلہ دیں گے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی مہربانی۔ جی. Leader of the House.

قائد ایوان: شکریہ جناب سپیکر! جو اپوزیشن لیڈر صاحب نے اور جناب ریکی صاحب نے جو قرارداد پیش کی، اس پر آنے سے ذرا پہلے جو باہر احتجاج ہو رہا تھا اُس کے لیے میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک کمیٹی کیونکہ یہ روایت رہی ہے کہ جو لوگ اسمبلی میں آئے ہیں تو ان سے بات چیت ضرور کی گئی ہے۔ تو میں ایک

چھوٹی سی کمیٹی اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میں بھیج دیتا ہوں۔نوابزادہ زرین مگسی صاحب ہیں، حاجی محمد خان لہڑی صاحب ہیں، زمرک اچکزئی صاحب ہیں اور میر عاصم کرد گیلو صاحب اور میر شعیب نوشروانی۔آپ لوگ پلیز اگر چلے جائیں اُن سے بات کرلیں کہ جو بھی ان کی بات ہے ایجوکیشن کے حوالے سے،تو ایجوکیشن منسٹر صاحبہ کو پتہ ہے کہ ہم نے اُن کی جو گرانٹس ہیں وہ سارے کردیئے ہیں۔وہ ساری بات آپ کو پتہ ہے۔

جناب اسپیکر: اور ساتھ ہی ساتھ۔جی

قائد ایوان: جی آپ please آپ اپوزیشن سے آپ چلے جائیں۔

جناب اسپیکر: اپنا، sorry to cut you سر! وہ بیچ میں وہ یونیورسٹی والے بھی آئے ہوئے ہیں۔

قائد ایوان: جی وہ سب سے جا کر مل لیں گے۔

جناب اسپیکر: ok ok

قائد ایوان: جتنے لوگ آئے ہوئے ہیں سب سے جا کر مل لینگے،روایات رہی ہے۔تو گیلو صاحب چلے جائیں ذرا مذاکرات کریں میں آپ کی طرف سے مذمت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 7 منظور کی جائے؟مشترکہ قرارداد نمبر 7 منظور ہوئی۔اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 11 مئی ۔۔۔(مداخلت)۔تو سر! بات ہوگئی ہے ناں CM صاحب نے آپ کو، ok ok, Let the CM to speak.

قائد ایوان: جناب اسپیکر! قرارداد کی تو ہم حمایت کرتے ہیں۔قرارداد کو منظور بھی کریں۔میں سمجھتا ہوں مولانا صاحب کے ساتھ میرے اپنے ایک ذاتی مراسم تھے۔کئی دفعہ اُن کے ساتھ بڑی لمبی نشستیں خضدار میں رہیں۔جس پر ہم نے بلوچستان کی حالت پر سیر حاصل گفتگو کی۔مجھے اُن کی اِس شہادت پر بڑا دکھ ہے۔جہاں تک اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا،ہم انشاءاللہ وتعالیٰ میں inquiry کا حکم دے رہا ہوں کہ یہ جو CCTV ہے،اسکو Secret رکھنا چاہیے تھا یہ فوراً اس طرح باہر نکلی ہے۔میں اس کی inquiry کراؤں گا اور اُن لوگوں کو سزائیں دیں گے جنہوں نے یہ کام کیا ہے بازپُرس کریں گے۔اور گزارش سن لیں ذرا دوسری انکی compensation کا انشاء اللہ و تعالیٰ اِن شہداء کو compensate کریں گے۔اور ویسے بھی اب ہم نے شہداء کے لئے بینظیر بھٹو اسکالرشپ جو start کی ہے۔جو ان کے بچے ہیں اُن کو بھی یقیناً پڑھائیں گے اُن کو اعلیٰ تعلیم تک Sixteen years of education تک پڑھائیں گے۔اور اُن کے قاتلوں کی گرفتاری ہمارا فرض ہے۔ان کو بہت جلدی گرفتار کریں گے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: سنیں،سنیں order please۔آیا مشترکہ قرارداد نمبر 7 منظور کی جائے؟مشترکہ قرارداد نمبر 7

منظور ہوئی۔ جو Next ہماری قرارداد ہے وہ مجید صاحب اور مولانا ہدایت الرحمٰن کی طرف سے ہے۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ کی قرارداد کو defer کر رہے ہیں Next session کے لئے۔ کل چھٹی ہے جمعہ کا دن ہے پرسوں انشاء اللہ پیش کریں گے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 11 مئی بوقت 11:00 بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 02 بجکر 47 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆